SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, June 28, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five of the clock in the evening, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَـٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ
وَٱلشَّهَـٰدَةِ ٱلۡكَبِيرُ ٱلۡمُتَعَالِ ﴿٩﴾ سَوَآءٌ مِّنكُم مَّنۡ أَسَرَّ
ٱلۡقَوۡلَ وَمَن جَهَرَ بِهِۦ وَمَنۡ هُوَ مُسۡتَخۡفِۭ بِٱلَّيۡلِ وَسَارِبُۢ
بِٱلنَّهَارِ ﴿١٠﴾ لَهُۥ مُعَقِّبَـٰتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ يَحۡفَظُونَهُۥ
مِنۡ أَمۡرِ ٱللَّهِۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمۡۗ
وَإِذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِقَوۡمٍ سُوٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُۥۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِۦ مِن
وَالٍ ﴿١١﴾ هُوَ ٱلَّذِى يُرِيكُمُ ٱلۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَطَمَعًا
وَيُنشِئُ ٱلسَّحَابَ ٱلثِّقَالَ ﴿١٢﴾

[ترجمہ: اللہ تعالےٰ وہ ہے جو غیب اور شہادت یعنی محسوس اور غیر محسوس دونوں کا جاننے والا ہے سب سے بڑا بلند مرتبہ، تم میں کوئی چپکے سے کوئی بات کہے یا پکار کے کہے رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں راہ چل رہا ہو ساری حالتیں اس کے لئے یکساں ہیں اس کے علم سے کوئی بات مخفی نہیں۔

انسان کے آگے اور پیچھے ایک کے بعد ایک آنے والی قوتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتی ہیں اللہ کبھی اس حالت کو نہیں بدلتا جو کسی گروہ کو حاصل

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, June 28, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five of the clock in the evening, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَـٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ
وَٱلشَّهَـٰدَةِ ٱلۡكَبِيرُ ٱلۡمُتَعَالِ ﴿٩﴾ سَوَآءٌ مِّنكُم مَّنۡ أَسَرَّ
ٱلۡقَوۡلَ وَمَن جَهَرَ بِهِۦ وَمَنۡ هُوَ مُسۡتَخۡفِۭ بِٱلَّيۡلِ وَسَارِبُۢ
بِٱلنَّهَارِ ﴿١٠﴾ لَهُۥ مُعَقِّبَـٰتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ يَحۡفَظُونَهُۥ
مِنۡ أَمۡرِ ٱللَّهِۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمۡۗ
وَإِذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِقَوۡمٍ سُوٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُۥۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِۦ مِن
وَالٍ ﴿١١﴾ هُوَ ٱلَّذِى يُرِيكُمُ ٱلۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَطَمَعًا
وَيُنشِئُ ٱلسَّحَابَ ٱلثِّقَالَ ﴿١٢﴾

[ترجمہ: اللہ تعالےٰ وہ ہے جو غیب اور شہادت یعنی محسوس اور غیر محسوس دونوں کا جاننے والا ہے سب سے بڑا بلند مرتبہ، تم میں کوئی چپکے سے کوئی بات کہے یا پکار کے کہے رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں راہ چل رہا ہو ساری حالتیں اس کے لئے یکساں ہیں اس کے علم سے کوئی بات مخفی نہیں۔

انسان کے آگے اور پیچھے ایک کے بعد ایک آنے والی قوتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتی ہیں اللہ کبھی اس حالت کو نہیں بدلتا جو کسی گروہ کو حاصل

ہوتی ہے جب تک کہ وہ خود ہی اپنی صلاحیت نہ بدل ڈالے اور پھر جب اللہ چاہتا ہے کسی گروہ کو اس کے تغیّر صلاحیت کی پاداش میں مصیبت پہنچے تو مصیبت پہنچ ہی کر رہتی وہ کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتی اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جو اس کا کارساز ہو۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

LEAVE OF ABSENCE

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بسم اللہ الرحمن الرحیم رخصت کی درخواستیں جناب اعجاز علی خان جتوئی ایک ضروری meeting کے سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے ایوان سے ۲۵ تا ۲۸ جون رخصت کی درخواست کی ہے، منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب چوہدری شجاعت حسین وفاقی وزیر داخلہ بیرون ملک تشریف لے گئے ہیں انہوں نے ایوان کو اطلاع دی ہے کہ وہ اس اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے جناب محمد اعظم خان ہوتی ،وزیر مملکت برائے مواصلات نے اطلاع دی کہ وہ اسلام آباد سے باہر گئے اس لئے وہ ۲۷ جون تا ۳۰ جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ سردار آصف احمد علی وزیر مملکت برائے اقتصادیات نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر تشریف لے جارہے ہیں اس لئے ۲۶ تا ۳۰ جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب محمد صدیق خان کانجو وزیر مملکت برائے خارجہ امور نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر جارہے ہیں اس لئے آج وہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب منظور احمد لچکی: پوائنٹ آف پرآرڈر، جناب والا میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ ۲۵ تاریخ کو بنی گالہ میں ایک خون ریز تصادم ہوا اور۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: منظور لچکی صاحب اس کے بارے میں کافی لوگوں کی تحاریک التواء ہیں تو اس حساب سے جتنے بھی محرک ہیں وہ پیش کریں گے۔

سید فصیح اقبال: بس جناب والا بنی گالہ تصادم میں بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں فاتحہ کروادیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: حافظ حسین احمد صاحب دعا کرادیں

(حافظ حسین احمد نے دعا کرائی)

پروفیسر خورشید احمد: دراصل شق ۲۳۶ کے تحت میں نے یہ بھی تحریک کی ہے کہ آج دوسری تحاریک التواء کے مقابلے میں آؤٹ آف ٹرن بنی گالہ کی تحریک التواء کو لے لیا جائے اس لئے میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں اور اس معاملے میں میں نے Leader of the House اور وزیر برائے پارلیمانی امور سے بھی مشورہ کر لیا ہے کہ ۲۳۶ کے تحت آج ہمیں اس کو Introduce کرنے کا موقع دیں اس کے لئے باری کی پابندی نہ ہو۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: میں ایوان سے رائے لیتی ہوں اگر ایوان اس پر agree کرتا ہے تو پھر ہم اسے out of trun لے لیتے ہیں۔

ہاؤس agree کرتا ہے۔ اس کے بارے میں Leader of the House کیا کہنا چاہیں گے محمد علی خان ہوتی صاحب۔

Mr. Muhammad Ali Khan Hoti : We have no objection whatsoever.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: تو میں Article 76 کے تحت اس کو out of turn لے رہی ہوں اور کون سے movers ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: میں move کر رہا ہوں۔

Syed Abdullah Shah : Madam Chairman I am also on a point of order. Madam I am also one of the mover of adjournment motions

but I have also moved another adjournment motion for which I make verbal request that as in this case rules may be relaxed and that also may be taken up. That is very important.

پروفیسر خورشید احمد: بیک وقت دو نہیں ہو سکتے۔

سید عبداللہ شاہ: وہ اگر admit ہو جائے You see the second Bill cannot be taken....

Professor Khurshid Ahmed : We are ceased of one, we cannot simultaneously go for the other.

Madam Deputy Chairman : And you cannot accommodate the second one.

سید عبداللہ شاہ: بات یہ ہے Professor Sahib is not sitting on the Chairman's seat, so I do not think he can go on making judgement. وہ تو ہے جب وہ admit ہو جائے پھر دوسرا نہیں اٹھا سکتے لیکن اگر وہ admit نہیں ہوتا ہے تو دوسرا بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس لئے میری عرض یہ ہے میرا جو دوسرا adjournment motion ہے That is also very important.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: پہلے آپ اس کو تو move کریں گے movers کے نام آپ دے دیں کون کون ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: میں اس کا mover ہوں۔ میں نے بھی بنی گالہ پ move کیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اچھا جی۔

Syed Abdullah Shah: Madam my second adjournment motion is that very.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: سید عبداللہ شاہ صاحب ایک منٹ۔ سید عبداللہ شاہ صاحب move کریں۔

سید عبداللہ شاہ: میرے سامنے تو اس وقت ہے نہیں۔ copy can be given to me.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: out of turn لے رہے ہیں۔ سید عبداللہ شاہ۔

Syed Abdullah Shah : I hereby give notice of our intention to move that the business of the Senate be adjourned to discuss a matter of general public importance

چوہدری امیر حسین: Point of Order محترمہ ایک adjournment motion جو already جس کا notice دیا گیا carry ہو گئی۔ اس کو oppose نہیں کیا گیا اور اس کے بعد دوسری adjournment motion بغیر کسی notice کے اٹھ کر move کی جا رہی ہے۔ جو کہ out of turn لیا گیا ہے اس کو move ہونے دیں اس کے بعد اس کا جو result آتا ہے اس کی روشنی میں۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اسی کو لے رہے ہیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ایک ہی motion ہے اور اس کے سارے movers ہیں۔ سید عبداللہ شاہ صاحب۔

ADJOURNMENT MOTIONS

(i) *RE:* THE KILLING OF 5 PERSONS AND MANY INJURED BY THE JOINT ACTION OF POLICE AND CDA IN BANIGALA

Syed Abdullah Shah: Sir we hereby give notice of our intention to move that the business of the House be adjourned to discuss the matter of general public importance namely :

> It has been reported in the Daily Jang, Rawalpindi, dated 26th June, 1992 that five persons died and 15 injured in a

clash between the population of Bannigalla Islamabad and Islamabad Police. It is a serious matter and it has created harrasment and concern among the general public. The incident took place under the nose of the Federal Government which needs immediate discussion in this august House.

میڈم ڈپٹی حیئر مین: جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اس معزز ایوان کی اجازت چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تحریک التواء پیش کروں۔ بنی گالہ ضلع اسلام آباد میں سی ڈی اے اور پولیس کی مشترکہ کارروائی کے نتیجے میں اخباری اطلاعات کے مطابق ۱۵ افراد ہلاک کر دیئے گئے ہیں متعدد زخمی ہوئے ہیں اور سینکڑوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ وہاں کے مکینوں کا موقف یہ ہے کہ انہوں نے یہ تعمیرات یونین کونسل کی منظوری سے کی تھیں۔ یہ اہم اور فوری مسئلہ ہے اس لئے ایوان کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

میڈم ڈپٹی حیئر مین: جناب ملک محمد حیات صاحب۔

Malik Muhammad Hayat : Madam I seek leave of the House to discuss this matter of sufficient public importance alarming out of the situation arising from the illegal occupations and illegal construction of private houses at the National Park of Banni Gala.

میڈم ڈپٹی حیئر مین: جناب منظور احمد لچکی صاحب۔

جناب منظور احمد لچکی: میں تحریک التواء پیش کرتا ہوں روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۵ جون کے مطابق بنی گالہ میں خون ریز تصادم کے نتیجے میں ۱۵ افراد ہلاک اور ۵۰ زخمی ہو گئے۔ اخبار کے مطابق پولیس نے یہ کارروائی سی ڈی اے کے مطابق کی ہے اور اس کارروائی میں کافی جانوں کا ضیاع ہوا ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں اور یہ گزارش کرتا ہوں سینٹ میں ضابطہ کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: راجہ محمد افضل صاحب۔ جناب فتح محمد خان صاحب۔ جناب فصیح اقبال صاحب اسی ایشو پر دیئے ہوئے ہیں۔

سید فصیح اقبال: اسی issue پر call Attention دیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: میرے پاس کاپی نہیں ہے۔ یہ پورا سیکرٹریٹ کام کر رہا ہے۔ سینٹ کا اللہ ہی حافظ ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: یہ کیا بات ہے کاپیاں آپ نے کیوں نہیں issue کرائیں۔ راجہ صاحب۔ آپ زبانی move کر دیں وہ کہتے ہیں کہ late دی ہیں اس لئے کاپیاں پوری نہیں ہوئیں لوگ last movement تک نام دیتے رہے ہیں۔

حافظ حسین احمد: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اور اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے بنی گالہ میں ہونے والے قتل و غارت اور بربریت کے بارے میں کہا ہے کہ وزرات داخلہ کو بنی گالہ آپریشن سے آخری وقت تک بے خبر رکھا گیا کابینہ کے بعض وزراء کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے مجھے آگاہ کیا سی ڈی اے اور اسلام آباد پولیس کی طرف سے اس اہم حساس شہر میں احمقانہ آپریشن اور وہ بھی اپنی وزارت کے علم و مشورے کے بغیر نا اہل اور خود سر Bureaucracy کی منہ زوری کا بین ثبوت ہے جس نے اسلام آباد کے نواحی مکینوں کو شدید رنج میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری: میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال: میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ Call Attention Notice پڑی ہوئی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ اس کی تائید کرتے ہیں۔ اسی بات پر ہے۔ چوہدری امیر حسین صاحب۔

چوہدری امیر حسین: محترمہ میں اس adjournment motion کے Techincal Merit یا Demerit کو ڈسکس کیئے بغیر اس کو oppose نہیں کرتا آپ بحث کے لئے جو وقت مقرر فرمائیں گی حکومتی موقف بیان کر دیا جائے گا۔ جنانچہ آپ بحث کے لئے جو بھی وقت مقرر فرمائیں اس دن حکومتی موقف پیش کر دیا جائے گا اس کی مخالفت نہیں کی جاتی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں یہ بہتر ہو گا چیئرمین صاحب بھی آ جائیں گے اس کو next day پر رکھ لیتے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی: آپ بیٹھی ہوئی ہیں ظاہر ہے آپ چیئرمین صاحب کی کسی پر بیٹھی ہوئی ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نہیں میں وہ بات نہیں کر رہی۔ وہ اس کو oppose نہیں کر رہے۔ تو یہ Already admit ہو گیا تو Debate کے لئے ہم time دے دیتے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی: oppose نہیں کہ میں کیا تو آج discuss کریں۔

پروفیسر خورشید احمد: بہت اہم ہے۔ کل کر لیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: چیئرمین صاحب آ جاتے ہیں تو میں discuss کر کے time لگا کر پھر میں اس کو کر دوں گی۔

جناب منظور احمد گچکی: محترمہ میرا ایک اور Adjournment motion ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ایک تو admit ہو گیا ہے اب تو وہ آ ہی نہیں سکے گا۔ item نمبر ۲۔

(ii) RE : THE AMENDMENT IN THE CONSTITUTION OF ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN

Mr. Yahya Bakhtiar : Madam Chairman I beg to move :

> "that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

Madam this Bill deals.....

Madam Deputy Chairman : Yes honourable Minister do you oppose it ? Opposed.

Mr. Yahya Bakhtiar : Madam this Bill deals with the position of acting Governor in the Constitution, in the Constitution of Islamic Republic of Pakistan Article 104 deal with the Acting Governor, I will quote, it says:

> "when the Governor is absent from Pakistan or is unable to perform the functions of his office due to any cause set as a person, as the President may direct, shall act as Governor."

Madam I am making and suggesting an amendment which will read in the Constitution of Islamic Republic of Pakistan hereafter referred to the Constitution power Article 104 substitute, I quote :

> "when the Governors by any reasons, by reason of absence from Pakistan is unable to perform his functions, he too is absent and unable to perform the functions of office of the Governor the Deputy Speaker of the Provincial Assembly, shall perform the function of Governor until such time, the Governor returned to Pakistan or resumes his function."

Madam the Statement of Object and Reasons of my Bill are that the Constitution under article 49 clause (2) provide, when the President by reasons of absence from Pakistan or any other cause, is unable to perform his functions, the Chairman of the Senate, if he too is absent and unable to perform the functions of the office of the President, the Speaker of the National Assembly shall perform the

functions as a President until the President return to Pakistan or as the case may be assumes his functions.

Article 104 of the Constitution however provides that when the Governor is absent from Pakistan or is unable to perform the functions of the office due to any cause such as a person as the President may direct shall act as Governor. Article 104 gives very wide and arbitrary discretion to the President, I mean on the advice of the President or Cabinet to appoint any one he wishes to act as Governor. This create inconsistency in similar situation at the Federal and Provincial levels. Again it is true that the President has been invariably appointing Chief Justice of High Court of the Province act as Governors in the absence of Governors thus violating the provision of the article 175(3) of the Constitution which require that the judiciary shall be separated from the executive. Therefore, they bring about consistency in similar situation at the Federal and provincial levels and to avoid merging the judiciary with the executive from time to time the above amendment is considered expedite.

Madam it is clear inconsistency that at the Central level, if the President is away, he is sick, the Chairman takes over act as President or the Speaker or even if they are absent even Deputy Chairman will take over it will go on like that. It is always the legislature will go there, the Chief Justice of Pakistan does not take over, to act as Governor, or as President. At the Provincial level somehow they think that anybody they may appoint, it may be his Private Secretary. So my discussion but invariably he appoint Chief Justice even now in Lahore the Chief Justice is acting as Governor, in Karachi he acts, in Peshawar he acts and it is not proper that judges should perform executive duties of Governor and it is again Article 135(3) of the Constitution, therefore, I am bringing about consistency in the Constitution and I hope leave will be given. That is all Madam.

Madam Deputy Chairman : Yes, Ch. Abdul Ghafoor Sahib.

Ch. Abdul Ghafoor : Madam Chairman I oppose the amendment in the Constitution on two grounds. No. 1, as has been read by my learned friend Mr. Yahya Bakhtiar, Senator that as Article 104 reads :

"that whenever the Governor is absent by any reason, the President may appoint any person on the office of the vacant office of thee Governor."

No. 1 reason is that there is no person specified under this article to be appointed as Acting Governor, even the Speaker of the Provincial Assembly and the Deputy Speaker of the Provincial Assembly can be appointed as Governor of the Province in the absence. This provision of law is coming since 1962. Under Article 69 of the Constitution 1962 and then Article 101 of the interim Constitution 1972, the same provision was there and invariably whenever the office is vacant, the President, of course, on the advice of the Prime Minister appoints the Chief Justice of that Province as the Acting Governor of that Province and this practice has been coming since 1962 and there is no difficulty even if the President was or the Prime Minister so advice, even the Speaker of the Provincial Assembly can be appointed as. So there is a need to amend, the Constitution at this stage. It was their 1973 Constitution which was unanimously approved at that time by the National Assembly. It was provided as such. What is the necessity to amend the Constitution because the Constitution is not amended invariably and without any reason when the scope is left open for the President on the advice of the Prime Minister to appoint anybody from any ranks, any person, there is no need when there is no restriction in the Article 104. So on these two reasons, I oppose the amendment in the Constitution because this is unnecessary Sir.

Madam Deputy Chairman : So now I put this to the House.....

پروفیسر خورشید احمد: میں اس پر اپنی رائے ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: شکریہ محترمہ چیئرمین صاحبہ، میں سمجھتا ہوں کہ دستور سازی کے معاملات میں ہمیں یہ روایت قائم کرنی چاہیئے کہ ہم حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے انداز میں نہ سوچیں بلکہ یہ دیکھیں کہ کون سی چیز ملک کے بہترین مفاد میں ہے اور اس ملک

میں جمہوریت اور اسلامی اقتدار کو فروغ دینے میں معاون ہو سکتی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ Human Rights کے مسئلہ کے اوپر جب یحییٰ بختیار صاحب نے ایک Constitutional Amendment بل پیش کیا تو ہم سب نے اسی جذبہ کے تحت 'اسی انداز میں اس کے اوپر غور کیا اور آج میں پھر اس ایوان سے اپیل کروں گا کہ دستوری ترمیم کے معاملات میں' قانون سازی میں ہمارا رویہ یہی ہونا چاہیئے۔ جس مسئلہ کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے کہ بلا لحاظ اس بات کے کہ پہلے کے دساتیر میں کیا پوزیشن تھی 'اس لئے کہ غالباً ۱۹۵۶ء کے دستور میں وہ پوزیشن نہیں تھی جو ۱۹۶۲ء کے دستور میں لائی گئی ہے۔ ۱۹۶۲ء کا دستور ایک فرد نے دیا تھا بلا شبہ ۱۹۷۳ء کے دستور پر قومی consensus ہوا اور وہ ایک بڑا اچھا development تھا لیکن اس کے باوجود ضروری نہیں ہے کہ Document perfect ہو اور اس میں بہت ساری ایسی خامیاں اور کمزوریاں تھیں جن میں سے کچھ کو دور کیا گیا ہے اور کچھ کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح دستور کی دفعہ ۱۰۴ فی الحقیقت اس کے اوپر غور کی ضرورت ہے۔ جناب والا! آپ اس امر سے واقف ہیں کہ محض یہ بات کہنا کہ چونکہ اس بات کی گنجائش ہے کہ صدر جس کو چاہے مقرر کر دے 'اس لئے یہ بات درست نہیں ہو گی کہ آئین میں یہ مستقل طور پر طے کر دیا جائے کہ وہ ضابطہ اور طریقہ کیا ہو گا جس سے اس وقت کے گورنر اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوں 'اختیار کیا جائے تو یہ کوئی دلیل نہیں۔ اس لئے اس طرح کا اختیار جو ہے۔ دراصل دستور کا تو کام ہی یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو متعین کرے اور پابند کرے اور یہی وجہ ہے کہ فیڈریشن کے لئے دستور نے یہ بات laid down کر دی ہے کہ صدر مملکت جب بھی ملک سے باہر ہوں یا اس پوزیشن میں نہ ہوں 'کہ اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکیں تو اس وقت سینٹ کا چیئرمین یا اگر وہ بھی موجود نہ ہو پھر سپیکر نیشنل اسمبلی یہ کام انجام دے سکتا ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات میں سے سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں روایت پڑی ہوئی ہے کہ بالعموم اس

صوبے کے چیف جسٹس کو گورنر کے مقام پر لے آیا جاتا ہے۔ جناب والا ' یہ بڑا objectionable ہے 'اس پہلو سے نہیں کہ صوبہ کا چیف جسٹس ہمارے لئے بڑا محترم لیکن دستور کا ہی ایک دوسرا اصول ہے اور یہ ہندوستان کا بھی بنیادی اصول ہے کہ انتظامیہ اور عدلیہ۔ یہ دونوں الگ الگ ہیں۔ عدلیہ کی پوزیشن در اصل یہ ہے کہ وہ انتظامیہ پر احتساب کرتی ہے اور اگر انتظامیہ اپنی حدود سے تجاوز کر جاتی ہے تو پھر عدلیہ اس کے اوپر پابندی لگا دیتی ہے اور اس کو روکتی ہے تو اس بناء پر عدلیہ کا autonmous ہونا اور اس سے separate ہونا بہت ضروری ہے لیکن چیف جسٹس کا بار بار Acting گورنر بنایا جانا اور زمانے میں متعدد political فیصلے ہونا ' یہ عدلیہ اور انتظامیہ کی جو Principle of separation ہے اس کی منافی ہے اس لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کیونکہ یہ بے قاعدگی ہوتی رہی ہے تو دستور میں مثبت طور پر کوئی ایسا ضابطہ بنا دیا جائے جس کے تحت گورنر کی عدم موجودگی میں Acting گورنر کا تقرر جو ہے وہ اصول کے مطابق ہو اور اسی بنا پر یہ کیا گیا ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہر صوبے میں اس کے مطابق عمل کیا جائے اور دوسری بنیاد جمہوریت۔ جمہوریت میں بنیادی اصول یہ ہے کہ Executive معاملات ان لوگوں کو دیئے جائیں جن پر کہ لوگوں کو اعتماد حاصل ہو ' ساتھ ہی گورنر کی پوزیشن ذرا نازک ہے کہ وہ Chief Executive کی حیثیت نہیں رکھتا ہمارے دستور میں ' Chief Minister وہ حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس کو سب کا اعتماد حاصل ہو اب سب کا اعتماد اگر آپ دیکھیں تو آپ یہ پائیں گی کہ مرکز پہ جس طرح سینٹ اور نیشنل اسمبلی ' سینٹ کا چیئرمین ' نہ ہو خزب اقتدار کا نمائندہ ہے نہ حزب اختلاف کا بلکہ اس کے اوپر سب کا اعتماد ہے وہ منتخب ہے گویا کہ اس کی منتخب حیثیت بھی ہے اور اس کی ایک غیر متنازعہ حیثیت بھی ' یہی چیز سپیکر قومی اسمبلی کی ہے اور کم و بیش یہی چیز سپیکر کی ہے صوبائی اسمبلی میں چونکہ وہاں bi-cameral نہیں ہے ۔اس لئے جمہوری

اصولوں کا تقاضا بھی یہ ہے کہ صوبے میں گورنر کی عدم موجودگی میں کوئی ایسا آدمی یہ کام انجام دے جو ضابطے کے تحت ہو جس میں judiciary اور executive کی علیحدگی کا اصول violate نہ ہو جس میں جمہوریت کا یہ اصول کہ انتظامی مقامات ان لوگوں کو دیئے جائیں جو عوام کا اعتماد رکھتے ہوں۔ اور یہ چیز بھی کہ ان کی شخصیت متنازعہ بھی نہ ہو۔ تو ان سارے پہلوؤں کو اگر سامنے رکھیں تو اس بنا پر صوبے میں بھی Acting گورنر کے طور پر سپیکر کا آنا جو ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارے دستور کی sprit کا تقاضا بھی ہے اور عدل و انصاف کا تقاضا بھی ہے اس بنا پر میں درخواست کروں گا کہ اس معاملے پر وزیر قانون کھلے ذہن سے غور کریں یہ ایوان کھلے ذہن سے غور کرے اور وہ چیز جو اس ملک سے مفاد میں ہے اس پر ہم آگے بڑھیں۔ اور میں دردمندانہ اپیل کروں گا کہ اسے جذبات کے انداز میں نہ دیکھا جائے بلکہ On its merit دیکھا جائے اور اس لئے میں تجویز کروں گا کہ کم از کم اسے admit کیا جائے تاکہ standing committee of law اس پر غور کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بل مشترکہ طور پر حکومت اور حزب اختلاف کی طرف سے آجائے ہمارا مقصد صرف اصلاح کرنا ہے تو اس لئے میں اپیل کروں گا کہ اس issue کو کم از کم آپ اس کی merits پر لیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Chairman : Now Mr. Yahya Bakhtiar Sahib has sought leave to introduce the bill further to amend the Constitution.

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب سید عبداللہ شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Shah : Madam I support this amendment and I request the Law Minister through you that he may revise his decision of opposing this amendment. I draw up his attention to Article 175 sub-article 3 which has not been answered, although, Mr. Yahya Bakhtiar referred to it. The judiciary shall be separated progressively from the Executive within 14 years from the commencing day.

Actually originally it was five years but when the dictatorship was imposed in this country through a Presidential Order. This five years was converted in 14 years. We want to implement this part of the Constitution. It has been very rightly pointed out by the mover of the amendment that the Chief Justice being the head of the judiciary should not be involved in Administration and the executive and there is a clear cut conflict between the procedure adopted at the federal level and at the provincial level and then why discretion has been given to the President to appoint anybody is again very objectionable. Constitution is not something which can be just left all the time. If we find something we want to bring some improvement in it, we can certainly move this sort of thing. So I will request the law Minister that let this amendment at least go to the rules Committee on law and parliamentary affairs where it can be vetted out properly and then we might come out with the better arrangement. This is my submission.

Madam Deputy Chairman : Mr. Manzoor Gichki.

جناب منظور احمد گچکی: جناب چیئرمین صاحبہ! میں یحییٰ بختیار صاحب کے اس بل کو جو ۱۰۴ کے بارے میں ہے میں تھوڑے سے دلائل دوں گا۔ جناب چیئرمین! آئین بنتے ہیں اور ضروری نہیں کہ آئین مستقل ہوں بلکہ اس میں ترامیم آتی ہی رہتی ہیں وقت اور حالات کے مطابق' یہ کوئی قرآنی آیات تو ہوتیں نہیں کہ اسے کوئی تبدیل نہ کر سکے۔ آپ نے دیکھا کہ ۱۹۷۲ء کے آئین کے خالق نے پانچ چھ ترامیم کیں اس کے بعد جنرل صاحب آئے انہوں نے ترامیم کیں اب حال ہی میں ۱۲ویں ترمیم ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں یحییٰ بختیار صاحب نے جس بنیاد پہ یہ ترمیم move کی ہے اس کے نقطہء نظر میں اس کے ذہن میں آئین کی دفعہ ۴۹ ضرور رہیے اور اسکو بنیاد بنا کر اس نے ۱۰۴ میں ترمیم کی بات کی ہے۔ اب اسکو پڑھیں تو ۴۹ الف میں اور اسکے بعد ایک اور دو میں' دونوں میں یہ بات واضح ہے کہ صدر اگر نہ ہو یا اسکی موت واقع ہو یا غیر حاضر ہو تو دونوں صورتوں میں چیئرمین سینٹ' اور اسکے بعد اگر وہ موجود نہ ہو تو سپیکر قومی اسمبلی فرائض سر انجام دیتا ہے۔ اسی طرح ہم نے یہ دیکھا ہے کہ provinces کے بارے میں جو بھی آئین میں Article ہیں

وہ بالکل موازنہ کرتے ہیں مرکز کی اُن شقوں کے کہ جو ایک set up یہاں پر ہے اس set up کو اسی انداز میں رکھا گیا ہے لیکن یہاں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اسکے بجائے کہ سپیکر جو ہے وہ گورنر بن جائے یہاں پر صدر اپنی خواہش کے مطابق کسی ABCD جس کو بھی چاہے رکھے لیکن چونکہ یہ مثال نہیں ہے مثال وہاں یہ ہے کہ چیف جسٹس کو گورنر بنایا جاتا ہے اس لئے ہم نے یہ دیکھا کہ مستقل یہی ہوتا آرہا ہے کہ جب کبھی گورنر ملک سے باہر جاتا ہے یا کسی اور صورت میں تو پھر چیف جسٹس کو گورنر بنایا جاتا ہے۔ یقیناً جناب والا! چیف جسٹس قابل احترام ہوتے ہیں اور ہماری یہ ہمیشہ خواہش ہوتی ہے کہ تمام اہم مسئلوں میں آئینی یا دوسرے مسائل میں اُن کے نقطۂ نظر کو سُنا جائے اور ان کو صحیح طریقے سے رکھا جائے۔ لیکن جناب والا! یہ مسئلہ عدلیہ کا نہیں ہے یہ سیدھا سیدھا ٹھیک ٹھیک انتظامیہ کا ہے۔ اور اسکے لئے ضروری ہے کہ اُن elected لوگوں کو رکھا جائے جن پر directly لوگوں نے اعتماد کیا ہے اور ان کو ایک حیثیت پہ لائے ہیں تو اس لئے میں یحییٰ بختیار صاحب کے اس ترمیم کو سپورٹ کرتا ہوں اور میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وزیر قانون اس پر stand نہیں لیں گے انا کا مسئلہ نہیں بنائیں گے اسلئے کہ اچھی ترامیم ہماری طرف سے بھی آسکتی ہیں انکی طرف سے بھی آسکتی ہیں اگر ہم سمجھتے ہیں یہ سب ہماری اچھائی کے لئے ہے تو ہمیں oppose نہیں کرنا چاہیئے حسب عادت مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی اچھی روایات کو قائم رکھیں گے اور اسے قانون وپارلیمانی امور کی قائمہ کمیٹی کے سپرد کریں گے۔

سید عباس شاہ: محترمہ! جو ترمیم یحییٰ بختیار صاحب نے قائمقام گورنر کی move کی ہے اور آرٹیکل ۱۰۴ it is very much clear کہ صدر کو اختیار حاصل ہے کہ کسی کو بھی گورنر بنائے۔ روائتی طور پر جیسے بات ہوئی اور پروفیسر خورشید صاحب نے بھی کہا کہ گورنر جو ہے وہ عدلیہ سے نہیں ہونا چاہیئے۔ روایت ایک چلی آرہی ہے کہ غیر متنازعہ اور غیر

جانبدار شخصیت سمجھی جاتی ہے چیف جسٹس آف دی ہائی کورٹس، لیکن اس ترمیم کو لانے میں اس ایکشن کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا میں تو کہوں گا کہ صرف Law Ministry کوئی Executive Order یا کوئی اور طریقہ استعمال کرے کیونکہ to bring Constitutional amendment will required 2/3rd majority اور وہ کافی مشکلات میں ہم پھنس جائیں گے اور ممکن بھی نہیں ہو گا لیکن اس کے اگر محرک وزیر لاء کے ساتھ بیٹھ جائیں And find some executive solution of some other acts instead of using this change of constitution. تو مجھے appropriate نہیں لگ رہا تو اس لئے میں کہوں گا ترمیم یقیناً جو وجوہ پروفیسر خورشید صاحب نے دیئے ہیں انتظامیہ اور عدلیہ کو علیحدہ رکھنا چاہیئے اور اس شخصیت کو وہاں پہ گورنر رکھنا چاہیئے کہ اس کو mandate حاصل ہو یا اعتماد حاصل ہو۔ تو میں یہ بھی کہوں گا کہ آرٹیکل 101(2) میں گورنر کی qualification بھی یہ ہے Anybody who is to be qualified as MNA تو یہ بھی ایک بنیادی qualification ہے لیکن چونکہ قائمقام گورنر ایک عبوری انتظام ہے تو ان ساری چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میرا خیال ہے کہ Instead of bringing a Bill it will be better کہ ایک دوسری Convention یا روایت کے طور پر کوئی چیز present ہو اور اسی کو follow کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ نہیں ہیں حافظ حسین احمد صاحب۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: محترمہ، محترم یحییٰ بختیار صاحب نے جس ترمیم کے بارے میں اپنا بل پیش کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ پارلیمانی نظام میں صدر وفاق کا

نمائندہ ہوتا ہے۔ اور عموماً صدر کو غیر جانبدار تصور کیا جاتا ہے۔ اور اسی انداز سے گورنر صوبے میں صدر کا اور وفاق کا نمائندہ کہلاتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے پارلیمانی نظام کے ہوتے ہوئے جہاں ہم نے دیگر روایات کو پامال کیا ہے اس روایات کو بھی گزشتہ چند سالوں میں بلکہ مختلف ادوار میں ہم نے یہ محسوس کیا ہے کہ پارلیمانی نظام میں اس غیر جانبداری کو برقرار نہیں رکھا گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ گورنر جہاں کہا جاتا تھا کہ غیر سیاسی ہو اور تمام سیاسی جماعتوں اور صوبے کے تمام افراد کا اسے اعتماد حاصل ہو اسے بھی مختلف اوقات میں نظر انداز کیا گیا۔ اس لئے جہاں تک چیف جسٹس کا تعلق ہے میں ایک بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اسلامی نظام بلکہ آپ کے آئین میں عدلیہ کے سامنے حکمران کو جواب دہ ہونا پڑتا ہے۔ چاہے وہ گورنر ہو چاہے کوئی بڑے مرتبے کا ہو۔ لیکن اگر آپ چیف جسٹس کو بار بار قائم مقام گورنر بنائیں گے اور جہاں گورنر صاحب ہر ہفتے یا ہر مہینے بیرون ملک جایا کریں اور چیف جسٹس صاحب قائم مقام گورنر بنیں تو اس عرصے میں جو احکامات وہ صادر کریں گے وہ کس کورٹ میں challenge ہوں گے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس طریقے سے جہاں جس طرح پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ عدلیہ اور انتظامیہ کو جو الگ کرنے کی بات ہے اسے بھی دھچکا پہنچے گا وہاں پر اس حیثیت سے بھی کہ گورنر اگر چیف جسٹس کو بنایا جائے تو اس کے احکامات کو کہاں پر challenge کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح آپ کے بہت سے ایسے گورنر ہیں جو متنازعہ ہیں۔ جس طرح صوبہ سرحد ہے یا کوئی اور علاقے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بھی ہمیں چاہے کہ جس سپیکر کو پوری اسمبلی کی حمایت حاصل ہے اور جس سپیکر کو عوامی نمائندوں کی حمایت حاصل ہے اس کو قائم مقام گورنر بنایا جائے۔ میں یحییٰ بختیار صاحب کی ترمیم کی مکمل تائید کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔

I take this opportunity to welcome Mr. Abdul Muhammad Rasheed, Minister for Law and Justice and Mr. Muhammad Younis, Minister for State from Maldive who are present here in the gallery to witness the proceedings.

راجہ محمد ظفر الحق : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محترمہ چیئرمین صاحبہ یحییٰ بختیار صاحب کی ترمیم کے بارے میں انہوں نے خود بھی دلائل دیئے ہیں اور بعض دیگر ممبران نے بھی۔ آپ کو علم ہے کہ آئین ہو یا قانون ہو اس کی interpretation کے لئے دنیا بھر میں کچھ قواعد ہیں۔ اور ان میں سب سے بڑا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی بھی آئینی یا قانونی شق کی توضیح اور تشریح کی جائے تو تصور یہ کیا جاتا ہے کہ اس کے بنانے والوں نے اس پر غور کیا ہے۔ حالات کے مطابق اس وقت فیصلہ کیا ہے اور ایک ایک لفظ خود اپنی مرضی سے چن کر اس میں رکھا ہے۔ اور جب تک کہ اس میں کوئی ایسا flaw نظر نہ آئے' جب تک اس کی language میں اس کے الفاظ میں کوئی ایسی چیز نظر نہ آئے جو ایک دوسرے کے ساتھ Conflicting نہ ہو اس وقت تک اسے چھیڑا نہیں جاتا' اس وقت تک اسے تبدیل نہیں کیا جاتا۔ یہ جو Article ۱۰۴ ہے اس کے بارے میں ایک الگ طور پر بحث نہیں کی جا سکتی۔ یہ منسلک ہے اور باقی بہت سارے Articles کے ساتھ اور اس کا موزانہ خود President کے عہدے کے ساتھ کیا گیا ہے کہ جب President عارضی طور پر ملک سے باہر ہو یا وہ اپنے فرائض سرانجام نہ دے سکے یا اس کی وفات ہو جائے تو اس کے لئے آئین میں ایک ترتیب دی گئی ہے کہ کس طریقے سے Acting President وہاں آ جاتا ہے۔ لیکن گورنر کے معاملے میں یہ اختیار President کو دیا گیا ہے کہ اگر عارضی طور پر کسی صوبے کا گورنر موجود نہ ہو تو پھر نئے گورنر کا یا Acting Governor کا تعین صدر کی صوابدید پر چھوڑا گیا ہے۔ یہاں دونوں کا موزانہ کئے بغیر یہ کہا گیا کہ اگر President کے لئے یہ طریقہ کار ہے تو گورنر کے لئے یہ طریقہ کار کیوں نہیں ہے۔ لیکن ایک بڑا واضح فرق جس پر غور نہیں کیا جا رہا وہ

یہ ہے کہ آپ کو علم ہے کہ President ایک منتخب ادارہ ہے۔ President کے لئے آئین کے اندر Article ۴۱ ہے Article ۴۱ میں یہ کہا گیا ہے۔

41. (1) There shall be a President of Pakistan who shall be the Head of State and shall represent the unity of the Republic.

(2) A person shall not be qualified for election as President unless he is a Muslim of not less than forty-five years of age and is qualified to be elected as member of the National Assembly.

اور آگے اس کے پورے election کا طریقہ کار آئین میں دیا گیا ہے۔ لیکن گورنر کا عہدہ اس کے مقابلے میں منتخب عہدہ نہیں ہے۔ گورنر کے عہدے کے لئے تو صرف President کی صوابدید پر رکھا گیا ہے کہ President کسی بھی شخص کو' یہ Article ۱۰۱ ہے Appointment of Governor گورنر کا انتخاب نہیں ہوتا۔ گورنر کی Appointment ہوتی ہے اس کا تقرر ہوتا ہے۔ اور Article ۱۰۱ یہ کہتا ہے There shall be a Governor for each province, who shall be appointed..... "not elected" by the President (after consultation with the Prime Minister).

(2) A person shall not be appointed a Governor unless he is qualified to be elected as a member of the National Assembly and is not less than thirty-five years of age.

یہ تو qualifications ہیں لیکن گورنر کا عہدہ تو ہے ہی تقرر کا عہدہ Appointment کا عہدہ' election کا عہدہ نہیں ہے۔ اس لئے ان دونوں عہدوں کے فرق کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ اور آئین کے اندر اگر دونوں میں الگ طریقہ کار دیا گیا ہے تو اسی وجہ سے دیا گیا ہے کہ صدر کا عہدہ منتخب عہدہ ہے۔ اور عارضی طور پر اس کے نہ رہنے سے یا بیرون ملک ہونے سے یا اس کی وفات کی صورت میں ایک ترتیب دی گئی ہے کہ Election سے پہلے کیا صورت حال ہونی چاہیئے۔ لیکن گورنر کا عہدہ چونکہ صرف ایک تقرر کا عہدہ ہے اور جو

تقرر بھی President نے کرنا ہے اس کے لئے ایک الگ طریقہ کار رکھا گیا ہے۔ یہ جو آج کہا جارہا ہے کہ دونوں کے لئے الگ کیوں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس آئین ساز اسمبلی نے اس پر غور کر کے یہ شق بنائی تھی اور یہ دونوں کی ترتیب الگ الگ رکھی تھی انہوں نے پورے غور و فکر کے ساتھ یہ رکھا تھا۔ اگر اس فرق کو نہ سمجھا جائے تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئین کی مختلف شقوں کے ساتھ یہ ظلم ہو گا کہ آدمی علیحدہ ایک شق کو اٹھا کر اس پر بحث کرنا شروع کر دے اور پورے آئین کی steam کو سمجھنے کی کوشش نہ کرے۔ اگر اس وقت صدر کے اوپر یہ قدغن لگائی جائے کہ عارضی طور پر کسی کو مقرر نہ کر سکے تو پھر یہ بھی قدغن لگانی پڑے گی کہ مستقل طور پر اگر کسی گورنر کا تقرر کرنا ہے تو پھر فلاں فلاں شخص کے اوپر اس کو تکیہ کرنا چاہیئے۔ ایسا بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آئین کی پوری steam کے تحت یہ دونوں ترتیبیں الگ ہیں۔ یہ دونوں Institutions الگ ہیں ان کا status الگ ہے اور ایک کا election ہے اور دوسرے کا تقرر ہے۔ لہذا یہ جو موجودہ صورت حال ہے اسے برقرار رہنا چاہیئے اور آئین ایسی چیز نہیں ہے جسے ایسے ہی ٹکڑے ٹکڑے میں چھیڑا جائے اور اس کو مسخ کرنے کی کوشش کی جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب عبدالرحیم خان مندوخیل جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: میں آپ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے جناب یحییٰ بختار صاحب کی پیش کردہ آئین میں ترمیم پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جناب چیئرمین یہ بنیادی گورنر کا عہدہ' ہمارے دوستوں نے بھی خصوصی طور پر فرمایا ہے کہ یہ ایسا عہدہ ہے کہ وہ جسے نامزد کیا جاتا ہے۔ مقرر کیا جاتا ہے۔ President کی طرف سے۔ اور President کا عہدہ منتخب عہدہ ہے۔ اس لئے ان کی logic ایک نہیں ہو سکتی۔ لیکن جناب چیئرمین ہم اگر دیکھیں' اس سے پہلے بھی عام روایت چیف جسٹس کی رہی ہے

تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ آئین کی بنیاد ہم نے جمہوریت پر رکھی ہے۔ اب جمہوری ادارے جس میں President گورنر ہیں۔ یہ ہے اصل بنیاد۔ President منتخب ادارہ ہے ہم جانتے ہیں کہ صدارتی نظام میں بھی ' مثلاً United States میں گورنر تک منتخب ہوتے ہیں۔ خیر یہاں انہوں نے موجودہ نظام میں گورنر کے انتخاب کو آئین میں نہیں رکھا ہے۔ لیکن کیا اگر گورنر یا بیمار ہے یا غیر حاضر ہے تو اس کی جگہ کوئی اور شخص جو مقرر کیا جائے۔ تو اس کے لئے سب سے بنیادی اصول جمہوریت کا کیوں نہ رکھا جائے۔ میں جناب یحییٰ بختیار صاحب کی اس دلیل کا مکمل قائل ہوں اور اس سے متفق ہوں کہ اگر چیئرمین سینٹ منتخب ' سپیکر قومی اسمبلی منتخب Presdient کی جگہ رکھا جا سکتا ہے اور اس میں جمہوریت کا مسئلہ ہے کہ Executive کو جمہوری نمائندوں نے چلانا ہے تو یہی بات صوبے میں گورنر کی جگہ پر Acting گورنر کے لئے ' سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے لئے بالکل صحیح ہے۔ اور ساتھ یہ کہ Executive اور Judiciary کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھنا ضروری ہے تو اس سے بھی میں متفق ہوں اور آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ لیکن جناب چیئرمین میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ شاید مجھے غلط فہمی ہوئی ہے یا میں نے صحیح study نہیں کی ہے۔ سینٹ سے جو بل ' آئینی ترمیم کے علاوہ سینٹ سے جو بھی بل initiate ہوئے ہیں ' میرے خیال سے قومی اسمبلی میں ' آج تک مجھے معلوم نہیں ہے کہ قومی اسمبلی میں کوئی ایسا بل جو سینٹ سے initiate ہوا ہو ' قومی اسمبلی میں منظور ہوا ہو۔ خصوصی طور پر ایک بل ' Managed Establishment بل جس کا میں personally اپنی پارٹی پشتون خوا ملی پارٹی کی طرف سے اس کا مخالف بھی ہوں ' لیکن جب وہ بل یہاں سے منظور ہو کر قومی اسمبلی میں گیا تو وہاں وہ بل قومی اسمبلی میں نہیں لایا گیا اور وہ lapse ہو گیا۔ پہلے تو میں یہ سمجھا کہ حکومت نے شاید ریزنز سے کام لیا ہے۔ اور وہ بل انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اب مجھے شک پڑتا ہے کہ قومی اسمبلی میں اسے نہیں لیا گیا۔ تو اس لئے بھی میں جناب چیئرمین

جناب یحییٰ بختیار صاحب کے ترمیمی بل سے متفق ہوں اور ان کی تائید کرتا ہوں۔ لیکن ساتھ یہ وضاحت میں اپنی معلومات کے لئے چاہوں گا کہ کیا کوئی ایسا بل ہے جو سینٹ میں initiate ہوا ہو اور پھر قومی اسمبلی میں منظور ہوا ہو۔ اور اگر کوئی ایسا بل نہیں ہے تو کیا یہ ایک خاص سیاسی قوت اور سیاسی نمائندگی کا مسئلہ نہیں ہے ؟ میں یہ ذرا Minister صاحبان سے پوچھوں گا۔ اگر وہ بتا سکیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اس پر کوئی اور بولنا چاہے گا؟ جناب محمد علی خان ہوتی۔

جناب محمد علی خان: محترمہ چیئرمین صاحبہ میرے بزرگ نے آج جو ترمیم پیش کی ہے چاہیئے تھا کہ وہ اس پر سوچ بچار کرتے کہ آیا اس کی ضرورت ہے یا نہیں۔ عموماً ترامیم آئین میں اس وقت کی جاتی ہیں جب ملک کو ضرورت پڑے۔ اور جب معاملات درست اور صحیح طریقے پر چلتے رہیں تو ہر بات پر آئین میں ترمیم کرنا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اچھی بات نہیں نہ کوئی اچھا convention ہے۔ جناب والا یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جس کے بارے میں یہاں اتنا شور و غوغا اٹھایا گیا ہے یہ ۶۲ء ہے اور پھر اسی کو ۷۳۔ ۷۲ء میں بھی یہ چیز لائی گئی ہے اور آج تک یہ چیز چل رہی ہے۔ بعض ممبران صاحبان نے الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ اس میں confusion پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور ایسے دلائل دیئے جن میں کوئی خاص وزن نظر نہیں آیا۔ جناب والا موجودہ صورت حال بہت وسیع ہے۔ ایک Interim arrrangement ہے۔ یہ کوئی عمر بھر کے لئے چیز نہیں ہے۔ جب گورنر غیر حاضر ہو یا وہ کام کر سکنے کے قابل نہ ہو تو اس وقت کے لئے President کو یہ اختیار ہے کہ کوئی بھی چاہے وہ منتخب سپیکر ہو، ڈپٹی سپیکر ہو، چیف جسٹس ہو۔ ویسے کوئی بھی شخص ہو تو اس پر کوئی خاص پابندی نہیں کہ specifically ایک چیف جسٹس کو گورنر مقرر کیا جا سکے گا اور باقیوں کو نہیں کیا جا سکے گا۔ جو خاموشی ہے اس میں بہت وسعت ہے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اسے

specific نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ جناب والا ہر ایک کام کے لئے ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ اب جس طرح کہ میرے بھائی نے فرمایا۔ راجہ ظفر الحق صاحب نے کہ دونوں میں بہت بعد ہے۔ صدر پاکستان منتخب ہوتا ہے۔ صوبے کا گورنر نامزد ہوتا ہے۔ جس طرح کہ دلائل میں یہ چیز پیش کی گئی کہ جس طرح مرکز میں ہے اسی طرح صوبوں میں کرنا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک چیز کو اکٹھا نہیں کرنا چاہیئے۔ ہر ایک کے لئے جدا طریقہ کار ہونا چاہیئے۔ تو اگر صدر منتخب ہے۔ یقیناً ان کی غیر حاضری میں چیئرمین سینٹ یا اگر وہ نہ ہوں تو سپیکر نیشنل اسمبلی۔ لیکن گورنر ایک نامزد شخصیت ہوتی ہے اگر وہ غیر حاضر رہے تو اس interim period کے لئے صدر جس کسی کو بھی 'اب لفظ جس کی میں بھی آپ دیکھیں وہ سب لوگ آسکتے ہیں اور یہ اس کی صوابدید پر ہے کہ آیا منتخب نمائندوں میں سے وہ کسی کو چنتے ہیں یا باہر سے کسی کو judiciary میں سے کسی کو۔ اور خاص کر judiciary میں سے اس واسطے کہ وہ سب چیزوں پر party politics سے 'اس کی شخصیت بالاتر ہوتی ہے۔ تو موجودہ Article ۱۰۴' میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بالکل ترمیم نہیں کرنی چاہیئے اور اسے جوں کا توں رہنے دیا جائے۔ اس میں قوم کے لئے بھی بہتری ہے اور سب کی بہتری ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب یحییٰ بختیار۔

Mr. Yahya Bakhtiar : Madam Chairman, I am really very very disappointed that the honourable members sitting on the treasury benches they usually tell us you oppose for the sake of Opposition but really it applies to you. They don't say what is coming before them, it must be opposed because the Leader of the Opposition has brought it and they give reasons and I am so sorry give a surmon on the Constitution law and how the Constitution is being interpreted, I tell you how the Constitution is being interpreted. Within twenty nine minutes you bring the 12th Amendment that is how it should be done. Don't tell us how to do things. Don't tell us think about it

carefully before you bring it to the House, do you think about it. Heaven is not falling. Therefore, speedy courts were brought in. No Madam, I will very respectfully say that the main thing is that in the Constitution, no doubt, the President has discretion to appoint every body he wants but the main thing is that he invariably appoints the Chief Justice. I submitted that the Chief Justice belongs to the judiciary. Article 175 says :

"(3) The judiciary shall be separated progressively from the executive....."

You make him the executive head again and again. Madam, he will bring my files, he will bring Mr. Gichki's files, he will bring Ch. Ghafoor's files, he will come before him. He is entitled to call for any information and then he sits in the judiciary as the Chief Justice and he sees the same matter. He is prejudice. This is the basic principle and you had kept it in mind. Don't tell me that you know the basic principle, I don't know. You are mixing the judiciary and executive. You are destroying the judiciary. You are bribing the judges. You have done a big damage to the country before. You have disqualified the Chief Justice of Pakistan for making reactor of the Islamic International University, I am saying this. So, please don't mix up the judiciary with the executive and keep the judges alone and this provision they say, it has been there. Article 72 gives you the choice to appoint the Speaker. Why didn't you appoint the Speaker ? Not on one occasion, you go on appointing the Chief Justices again and again. Madam, the very fact that discretion is given to the President, is dangerous. In the Constitution we are told that it is not to be touched, I agree, it is a sacred document. But the Constitution also gives in Article 230(A) that whenever it is necessary you amend, amended, amended society moves wrong. Things change. According to the changed circumstances you do it. I submit that you are mixing the judiciary with the executive.

Article 175 is violated by appointing the Chief Justice as executive of the province. That is why they have no answer for that. They say he could be appointed, Speaker could be appointed, I said being consistent, no argument just because the President is elected and the Governor is nominated. Therefore, the difference should be maintained.Why you bring the judiciary in it. You can put the provision that he can appoint anyone except the Chief Justice or

anyone from the judiciary, no. So, under the circumstances I will request that it is something in the interest of the country. I am not going in my interest, the opposition interest, because the whole country say that please don't violate Article 175, you are violating it everyday. In Lahore, the Chief Justice is sitting as Governor. In Balochistan the Chief Justice is sitting as Governor. In Frontier he was sitting the other day. In Sindh, he was sitting the other day, all the time to come want to find anyone else, and I suggest them the way just at the centre, you have the Speaker, and the Chairman. In the province also you should have the Speaker. And they say yes, they could be done. They have no objection. So, please I request you and beg them to consider dispassionately in the interest of the country and not just because I am moving it and the Opposition is moving it. Thank you very much.

Madam Deputy Chairman : Ch. Abdul Ghafoor Sahib, Minister for Law and Justice.

چوہدری عبدالغفور: میڈم چیئرمین میں مشکور ہوں اور یہ بات بھی میں record پر لانا چاہتا ہوں کہ مجھے یحییٰ بختیار کی دانائی کا پورا احترام ہے اور ان کی منطق پر اور ان کا جو قانونی تجربہ ہے اس کا مجھے احساس ہے لیکن یہ بات جس انداز سے انہوں نے فرمائی ہے کہ دستور میں ترمیم کی تجویز چونکہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے اس لئے حکومتی بنچوں نے اس پر اعتراض کیا ہے اور اس کی مخالفت کی ہے میں اس بات سے اختلاف کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ میں نہ صرف اپنے فاضل دوست راجہ ظفر الحق کے دلائل کو آگے بڑھاتے ہوئے اور ان سے پورا اتفاق کرتے ہوئے یہ بات من و عن اور سو فیصد درست فرمائی کہ دستوری ترامیم اور عام قوانین میں ترامیم کے لئے اتنا فرق کیوں رکھا ہے قانون کی scheme of things اور دستور کی قانون کے of things entirely different ہے جب کہ ایک عام قانون جو ہے وہ sitting members in the House present sitting and present in the House ان کی simple majority سے اس میں ترمیم ہو سکتی ہے جب کہ دستور کی total membership جتنے کہ total sanctioned members ہیں ان

کی two-third majority جب اس کی favour میں نہ ہو صرف two-third کی sitting majority نہیں بلکہ total membership two-third majority نہ ہو دستور کی کسی شق کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا کیوں اتنی احتیاط رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ دستور کوئی قرآنی صحیفہ نہیں ہے یہ ہم قطعی نہیں کہتے کہ اس کو ترمیم نہیں کیا جا سکتا اور اگر by the passage of time کسی وقت ایسا مرحلہ سامنے آجائے کہ دستور میں بعض ایسی دشواریاں موجود ہیں کہ اس کی running میں اور اس کو practice کرنے میں کوئی ایسی تکلیف محسوس ہو رہی ہے تو دستور میں ترمیم کی جا سکتی ہے بارہویں ترمیم کا حوالہ دینا کہ اس کو کتنی دیر میں پاس کیا گیا تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بات اس ۱۹۷۳ء کے دستور کے متعلق تو نہیں کی جا سکتی ۱۹۷۳ء کا دستور جو بنیادی طور پر متفقہ طور پر معرض وجود میں آیا اور اس میں تمام پارٹیوں نے حصہ لیا اور کہا یہ جاتا ہے کہ اس دستور کو من و عن بحال کیا جائے اور اس میں سابقہ تمام ترامیم کو ایک طرف رکھ کر اس کو اصل شکل میں بحال کیا جائے اور یہ میرے فاضل دوست ہمارے بزرگ سیاستدان یحییٰ بختیار صاحب کی طرف سے بھی اپنی پارٹی کا ایک لائحہ عمل ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ راجہ ظفر الحق کی اس دلیل کو دہراتا ہوں کہ اب scheme of things یہ ہے کہ President جو ہے وہ ایک elected ادارہ ہے جس کو تمام صوبوں کی اسمبلیاں اور نیشنل اسمبلی اور جو سینٹ ہے ان کو منتخب کرتا ہے لیکن گورنر جو ہے وہ وفاق کا نمائندہ تصور رہوتا ہے جب تو آپ گورنر کو مستقل طور پر مقرر کرنا چاہتے ہیں اور اس کی آپ مستقل تقرری چاہتے ہیں اس وقت تو آپ صدر پر کوئی قدغن نہیں لگاتے اس کے اختیارات پر اس کو نمائندہ مقرر کرنے پر کوئی قدغن کوئی پابندی نہیں لگاتے صرف اس کی qualification کو refer کرتے ہیں کہ اس کی جو basic qualification ہے اس کی age کی وہ اس طرح ہونی چاہیئے تاکہ اس کو مستقل طور پر مقرر

کیا جاسکے اگر آپ نے جو عارضی تقرر ہے جو چند دنوں کے لئے تقرر کرنا ہے جو صرف عارضی حیثیت ہے اس کے لئے تو آپ اس پر قدغن لگاتے ہیں اور صدر کے اس صوابدیدی اختیارات کو محدود کردیں اور اس کو صرف کہیں کہ آپ ان دو شقوں کے علاوہ کسی تیسرے کو مقرر نہیں کر سکتے اس بات سے تو مجھے اتفاق ہے کہ ٹھیک ہے یہ ایک اچھی بات کہی گئی ہے اور میں اس ہاؤس کے floor پر اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس کو مد نظر رکھنا چاہیئے آئندہ جب بھی عارضی تقرر کا مسئلہ ہو تو اس کو as a rule of principle or as laid down rule نہ سمجھ لیا جائے کہ صرف اور صرف Chief Justice کو ہی بنایا جانا چاہئیں بلکہ اس کے لئے دیگر options ہونی چاہئیں اور یہ بات صحیح ہے لیکن مستقل گورنر مقرر کرنے کے لئے صدر کے جو اختیارات کی جو شق ۱۰۱ ہے اس میں تو آپ اس پر کوئی قدغن لگاتے نہیں اس کے صوابدیدی اختیارات پر اس کو تو کہتے ہیں کہ there shall be a Governor for each province who shall be appointed by the President after consultation with the Prime Minister.

کیونکہ کہا گیا ہے اس لئے اس نے وفاق کے نمائندے کے طور پر کام کرنا ہے اور وفاق کی نشانی اور اس کا symbol President ہے Prime Minister کی consultation کے بعد اس نے ایک ایسے نمائندے کو مقرر کرنا ہے اور یہاں تو یہ ہے کہ جب چاہے وہ گورنر کو ہٹا دے جب چاہے اس کو مقرر کرے اور جس کو چاہے اس کو مقرر کرے اگر یہ بات تو main section میں لکھی گئی ہے اور sub-Article-3 جو ہے the Governor shall hold office during the pleasure of the President and shall be entitled to such salary etc. etc. یہ تو اس کے صوابدیدی اختیارات میں ہے کہ جب چاہے remove کردے اور جس کو چاہے subject to qualification اس کو لگادے لیکن یہ جو

ایک عارضی انتظام کیا جا رہا ہے اس کے لئے آپ اس پر قدغن لگا دیتے ہیں اس کے صوابدیدی اختیارات محدود کر دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس دستور کی تمام جو ایک scheme تھی اس کو ہم distrub کر رہے ہیں اور پھر میں یہ کہتا ہوں کہ جب اس پر پابندی نہیں ہے Madam Chairman آپ اس کو ایک دفعہ پھر پڑھ لیں اور اس ایوان کی اطلاع کے لئے کہ ۱۰۴ ہے کیا' ۱۰۴ میں صرف یہ کہاں ہے کہ صرف Chief Justice کو نامزد کیا جائے ضرور بنایا جائے اگر Chief Justice کو کبھی بنایا گیا یا بنایا جاتا ہے تو اس کا مقصد یہ قطعی نہیں ہے کہ صدر پابند ہے کہ صرف Chief Justice کو بنائے۔

Article 104 reads as-

> "When the Governor is absent from Pakistan or is unable to perform the functions of his office due to any cause, such other person as the President may direct shall act as Governor."

تو میں عرض صرف یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کوئی پابند تو نہیں ہیں وزیر اعظم پابند تو نہیں ہے ابھی اس میں اگر ضرورت محسوس ہوئی تو کیا ۱۹۷۳ء کے دستور میں اس کے جو promoters تھے جنہوں نے originally draft کیا انہوں نے جب ۵' ۶' ۷' ۸' اور ترامیم کر دیں تو کبھی یہ درست نہیں سمجھا گیا کہ اس Article کو بھی ہم اس شکل میں ترمیم کر دیں یہ ۱۹۷۳ء کا اصلی شکل میں Article موجود ہے ابھی تک کوئی ایسی difficulty محسوس نہیں ہوئی اور یہ کہنا کہ Article ۱۷۵ کے تحت judiciary کو علیحدہ کرنے کے لئے progressively steps لئے جانے چاہئیں اس کا اس سے قطعی کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ استدلال جب گورنر ایک constitutional ہیڈ ہے اس کے اختیارات ماسوائے ایک یونیورسٹی کے چانسلر کے ہیں ماسوائے ایک دو اختیارات جو اس کی شخصیت کے متعلق ہیں اس کو کونسے ایسے اختیارات ہیں جن کو judiciary میں challenge نہیں کیا جا سکتا کونسا

ایسا order ہے جس کو ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں challenge نہیں کیا جا سکتا ہے۔ Even if the Chief Justice is sitting as the Governor of the province. تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس لئے اس کے schemers نے اور آئین کے original promoters جو تھے انہوں نے اس لئے دستور کی ترمیم کو اتنا سخت بنایا کہ total membership کے 2/3rd کو اس کی اجازت دے کہ اس کو روز روز change نہ کیا جا سکے ابھی تک تو ہمیں کوئی مشکل محسوس نہیں ہوئی اور نہ ان کی اپنی حکومت کو کوئی difficulty محسوس ہوئی ہے اور یہ ایک پریکٹس کے طور پر point out ضرور ہوا ہے کہ invariably جو Chief Justice ہے اس کو مقرر کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ان کے notice میں ضرور لانی چاہیئے کہ آئندہ تقرر کے وقت Prime Minister کو اور Cabinet کو صدر کو یہ ضرور سوچنا چاہیئے کہ کسی وقت کسی بھی شخص کو یہ اس پر پابندی تو نہیں کہ ضرور Cheif Justice ہو تو میں سمجھتا ہوں میرے فاضل دوست راجہ ظفر الحق صاحب نے جو دلائل دیئے کہ elected اور نامزد عہدہ اور وہ بھی صوابدیدی اختیارات اور President کو اس پر پابند کر دینا کسی شکل میں بھی ممکن نہیں ہو گا بلکہ اس سے Madam Chairman اور بہت سی مشکلات پیدا ہو نگی اگر ہم نے اس کی تخصیص کر دی تو ایک وقت ایسا آسکتا ہے کہ وفاق کو وہ نمائندہ منظور نہ ہو۔ اور وفاق کے لئے ایسی شکل میں کوئی ایسی situation پیدا ہو جائے کہ وہ set-up ایسا ہو کہ وہ وفاق کو مضبوط کرنے کی بجائے کمزور کرنے کے مترادف ہو اور divergent اور اس میں متبادل اور اس کے اختلافی ایک رائے موجود ہو تو وفاق کبھی نہیں چاہے گا اس پر کوئی ایسی دستوری پابندی لگا دی جائے۔ دستوری پابندی قطعاً نہیں لگنا چاہیئے اس کی صوابدیدی پر چھوڑ دینا چاہیئے اور President کے یہ صوابدیدی اختیارات اور یہ on the advice of the Prime Minister رہنے

چاہیئں۔With the consultation of the Prime Minister اس کو اگر touch کیا گیا تو آئندہ کسی مشکل صورت حال میں آ سکتے ہیں اس لئے میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب منظور گچکی۔ آپ تو بول چکے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی: میں بول چکا ہوں میں ایک چیز کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔

چوہدری عبدالغفور: پوائنٹ آف آرڈر پر انہوں نے اس کو re-open کرنا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نہیں آپ point of order پر نہیں کر سکتے۔ گچکی صاحب آپ اس پر بول چکے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی: وزیر موصوف نے ایک بات کی جو آئینی طور پر قطعاً غلط ہے انہوں نے کہا ہے کہ گورنر جو ہے....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: منظور گچکی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو موقع دیا ہے۔

Ch. Abdul Ghafoor : Rule does not allow to refuse.....

جناب منظور احمد گچکی: Point of order تو allow کر سکتے ہیں ۲۲۷ article کے تحت گورنر is answerable نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا Chief Justice اگر گورنر بنے تو answerable نہیں ہوتا تو میں یہ کہتا ہوں کہ ۲۴۷ کے تحت ہوتا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ point of order منظور گچکی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب منظور احمد گچکی: آپ بات نہیں سنتی ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: منظور گچکی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

Motion moved. The question is :

> "that the leave be granted to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the Constitutional Amendment Bill 1992."

(The motion was rejected)

Madam Deputy Chairman : Next Item No. 4, Raja Muhammad Afzal Khan Sahib. Yes, Mr. Yahya Bakhtiar.

(iii) RE : THE AMENDMENT OF CONSTITUTION PERTAINING TO ELECTORATE

Mr. Yahya Bakhtiar : Madam I seek leave to introduce the Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan. This pertains to the electorate.

Ch. Abdul Ghafoor : I oppose it Sir.

Mr. Yahya Bakhtiar : Madam in the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan hereinafter referred to it a Constitution in Article 51 Clause 1 the word Muslim and in clause 4(a) in Article 106 clause 5 the word on the basis of separate electorate be deleted. Madam I will read it as under I make something objects and reasons statements of objects and reasons that under the Constitution of 1956 as like the 1973 non muslim and seat reserve for them both in the National as well as in the Provincial Assembly but the non Muslim minority representatives were not elected on the basis of separate electorate but on the basis of joint electorate alongwith muslims representatives that under the British Raaj before the independent muslims of the Indian Sub-continent had demanded separate electorate as their genuine representative seldom got elected to any representative body on the basis of joint electorate with the hindu majority. The hindu majority always favoured and supported such muslim candidates who has been advancing the interest of the hindu majority rather interest of their own community. That as a founder of Pakistan Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah had assured the minorities equal status and as citizens of Pakistan in his first address before the Constituent Assembly and declared that I quote :

"We are starting in the days when there is no discrimination, no distinction between one community and another. We are starting with this fundamental principle that we are all citizens and equal citizens of state. Again when addressing the Karachi Bar Association on the birth day of Holy Profit Peace be upon him on 25th January, 1948 the Quaid asserted I quote in Islam there is not difference between the quality the equality liberty fraternity and fundamental principles of Islam. The Quaid said that the Prophet was the greatest man that the world a had ever seen. 1300 years ago he laid the foundation of democracy. Speaking of members of parcy community on Sindh on 3rd February, 1948 the Quaid said I quote I assure you that Pakistan means to stand by itself of repeated promises of according equal treatment to all its nationals irrespective of their cast and creed and yet again in broadcast talk to the people of USA in February 1948, the Quaid forcefully emphasized that in any case Pakistan is not going to be a theocratic state to be ruled by the preached with Define mission. We have many non muslims hindu christian and parcy but they all are Pakistani. They will enjoy the same right and privileges as any other citizen and will play their rightful part in the affairs of Pakistan and that in view of this clear position and the fact that minorities in Pakistan never demanded. I repeat that minorities in Pakistan never demanded separate electorate for themselves and on the contrary have preferred joint electorate. I think Rana Chander Singh will bear me out electorate system it was therefore unfair and wrong by the Chief Martial Law Administrator General Zia-ul-Haq to substitute by his faith separate electorate for joint electorate has the basis of for electing the minorities representatives to the assemblies. This will seek to refer to the position of joint electorate as has been decided after serious consideration by the chosen representative of the People in 1959 and again in 1973.

Madam this is a very fundamental and important Bill. I do hope that the Opposition for the sake of Opposition, that principle will not be adopted, what the father of the Nation said what was promised that you will kept in mind. Madam I have been of those who had the honour to struggle for Pakistan take part in the Pakistan Movement

under the Leadership of great Quaid. Pakistan was created and established no doubt after tremendous sacrifices sufferings but ultimately please remember ultimately it came into being through a compromise and agreement between the Congress and the Muslim League. Congress representing the Hindu majority and the hindu community. All India Muslim League representing the muslims of India and the compromise was and please keep a note on this that we were at that time leaving about four crores musalmans in India about four crores muslims were left in India and about seven crores muslims and the hindus together were part of Pakistan, there were one crore hindus in Pakistan. In East Pakistan at that time and the compromise that we will treat the minorities with the hindus with all equal rights here and the Indian should treat all the muslim minorities equally, this is the principle, as equal citizen all political rights should be given, they should not be made a second flight citizens. Now the separate electorate as it is of course I will submit and bow down to the opinion and wishes of the minority community, the Christians, the Parcis, the Hindus that they want, by all means has separate electorate if you thing at proper but they do not want it on the contrary they protest, a hindu in this country Sir they are about one lac twenty thousand or thirty thousand hindus. Now if they have one constituency they will have to start from Peshawar Chitral right to Qallat. Who can afford to contest election in that constituency. Similarly the Christians in Provincial Assembly fear to go from one end of this Province together for one seats. They have their difficulties but apart from that the fact is that we have created Pakistan, we have compromised that they will have the equal treatment. Quaid-e-Azam promised them again and again, equal citizens equal treatment, so they should not be made in 2nd class citizen, they should not feel inferior, they should not feel second class citizen and they have treated separately different.

In view of these considerations, I will request that if they wanted that different but when they do not want it we should feel the national integration in mind as one stage when you look at the speech of Quaid-e-Azam the word nation is used in different sense, as the country as the nation muslim as a nation Pakistanis. So I think the interest of the country and the integrity of the country, in the interest of justice this Bill should be adopted and they should be treated equally and the Constitution of 1956 kept the question open. Ch. Muhammad Ali was the Prime Minister, they kept it open, they say

we do not know what the people want because the Muslim League at that time, Pakistan Muslim League again wanted separate electorate. It was opposed, I was the member of the Constituent Assembly Fundamental Rights Committee. In that this question was raised, some people wanted Joint electorate as I said no, we should continue that, so ultimately Ch. Muhammad Ali in 56 Constitution kept it open. But in 1957 in Chundigarh as the Prime Minister he get to resign again the Assembly passed it and made it joint electorate after these thoughts and consideration in the interest of the country then 73 it was unanimously adopted as a joint electorate. Let them feel an equal citizens of the country whether hindus christians or parcis. So I request you that one dictator comes and he told somebody this for an easiest that a separate electorate and it will help you to entrench your position in the country and he present an amendment. One man has brought this amendment has made the separate electorate. This is not justifiable, this is not acceptable, they should be rejected and revert to the position in 1957, 1973. Thank you very much Sir.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ کوئی صاحب بولنا چاہتے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی: جی'

چوہدری عبدالغفور: میری گزارش ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ مزید بحث سے پہلے مجھے موقع دیا جائے تاکہ میں وضاحت کر دوں اور اس کے بعد رانا چندر سنگھ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی بولنا چاہیں گے اس کے بعد آپ چاہیں تو باقی بحث جاری رکھ سکتے ہیں اس کے بعد میں windup کروں گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے جی' چوہدری عبدالغفور صاحب'

چوہدری عبدالغفور: میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کے لئے وقت دیا۔ میں یہ بات again and again میں پھر emphasize کے ساتھ یہ بات admit کروں گا کہ یحییٰ بختیار صاحب ہمارے انتہائی سینیئر Parliamentarian ہیں۔ جب یہ پاکستان کی تحریک چلی اس وقت سے joint اور separate electorate کی بحث جاری ہوئی۔ جب combine اور united انڈیا تو ان دنوں میں قائداعظم اور مسلم لیگ نے منشور

کے طور پر یہ بات اپنائی اور ان کے منشور میں یہ بات تھی کہ الیکشن جو تھا وہ joint electorate کی بجائے separate electorate کی بنیاد پر ہو گا اور مسلمان جو ہیں وہ separate electorate کے تحت مسلم لیگ کے منشور کے تحت قائداعظم کے اپنے منشور کے تحت وہ معرض وجود میں آیا۔ اب جو reasons اس بل میں دی گئی ہیں جس کو پڑھ کر سنایا گیا ہے میرے فاضل دوست یحییٰ بختیار نے اس بات سے قطعی طور پر اتفاق کیا ہے کہ قائداعظم نے جب پاکستان حاصل کر لیا تو اس بات کا اعادہ کیا اور بار بار یہ کہا کہ جہاں تک rights کا سوال ہے اس کو ہم کوئی مذہبی ریاست نہیں بنائیں گے اور تمام اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ اب اس Constitution کی سکیم کیا ہے جناب چیئرمین کہ کیوں ضرورت محسوس ہوئی کہ women seat کے لئے تین الیکشن کے لئے یا کتنے الیکشن شرط رکھی گئی۔ یہ demand اب بھی بقایا ہے کہ عورتیں economically اور otherwise socially اس قابل نہیں ہیں کہ direct vote کے ذریعہ مردوں کا مقابلہ کر کے ان سیٹوں پر elect ہو کر آئیں۔ اب بھی اس میں بغیر کسی تردید کے اعادہ کیا جاتا ہے اور اس پر اتفاق کیا جاتا ہے کہ خواتین کی علیحدہ سیٹیں کیوں رکھی جائیں اس کی theory کیا ہے' اس کی فلاسفی کیا ہے۔ فلاسفی یہ ہے کہ Otherwise direct vote کے ذریعہ جو constitution نے عنایت کیا ہے دستور کے مطابق کہ ۲۰۷ سیٹیں۔ قومی اسمبلی کی ۲۰۷ سیٹیں ایسی ہوں گی جو direct franchise کے تحت direct vote کے تحت elect لوگ آئیں گے۔

میڈم چیئرمین: ۵۱ کی language آپ ملاحظہ فرمالیں The National Assembly shall consist of 207 muslim members to be elected by direct and free vote in accordance with law. ۲۰۷ مسلم ممبر کو direct franchise کے ذریعہ منتخب کیا جاتا ہے' اس میں عورتیں بھی ہیں اور اس میں مرد بھی ہیں

اب عورتوں پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ direct الیکشن لڑ کر وہ نہ آ سکیں، جتنی چاہیں وہ direct الیکشن میں آ سکتی ہیں اور اسمبلی کی ممبر بن سکتی ہیں۔ ۲۰۷ میں سے جتنی چاہیں وہ منتخب ہو سکتی ہیں لیکن کیوں ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کے باوجود عورتوں کی direct election مخصوص سیٹیں رکھی جائیں۔ اس کا back ground یہ ہے کہ ابھی dominated معاشرے میں عورتوں کو وہ مقام نہیں ملا' socially اور economically بھی وہ اس مقام پر نہیں آئی کہ وہ direct مقابلہ کر کے یہاں آئے اور اپنے حقوق حاصل کر سکے اور ان کی representation صحیح طور پر ہو سکے۔ اس لئے reserve سیٹوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اسی طرح یہ کیوں ضرورت محسوس ہوئی کہ جو minority کی سپیشل سیٹیں رکھی جائیں۔ minority بھی چاہتی ہیں کہ joint electorate ہو separate electorate نہ ہو جہاں تک میرے معلومات کا تعلق ہے' میرے علم کا تعلق ہے' اب تک یہی بات سامنے آئی ہے National Assembly میں بھی ہمارے بھائیوں کی طرف سے ایک ہی اعتراض سامنے آیا ہے ان کے جو حلقے ہیں یہ پورے پاکستان پر محیط ہیں جس کی وجہ سے انہیں الیکشن لڑنے میں دشواری پیش آتی ہے اس لئے ان constituency کی حد بندی کر دی جائے۔ جتنی سیٹیں ہم نے پاکستان لیول پر لینی ہیں ان کو مختلف حلقوں میں divide کر کے اعلان کر دیا جائے یعنی ان کی حد بندیوں کی بھی اسی طرح demarcation کر دی جائے جس طرح کہ باقی سیٹوں کی ہے۔ جہاں تک joint اور separate electorate کا تعلق ہے' میں کہتا ہوں کہ یہ minority کے ساتھ favour نہیں کر رہے ہیں میرے فاضل دوست کے ساتھ favour نہیں کر رہے ہیں But over and above the ordinary citizens of Pakistan ان کو ایک favour دی گئی۔ جس طرح عورتوں کو favour دی گئی۔ اس طرح

اقلیت کو قائداعظم کے ان اصولوں کے تحت، ان کو مدنظر رکھتے ہوئے speical favour دی گئی کہ direct الیکشن ہوں اور اگر آج اس کو joint elected کردیں اور separate elected کو ختم کر دیں اور دستور کی یہ جو حد بندی ہے کہ کتنی کرسچین کی ہوں گی کتنی اقلیت کی ہوں گی ان کو اڑا دیں۔ ان کی بات ابھی ہم مان لیتے ہیں۔ اور میں اس کی گارنٹی دیتا ہوں اور کوئی آدمی اٹھ کر کہہ دے کہ پورے پاکستان میں اس joint elected کی بنا پر جہاں مسلمان اور اقلیت کا ووٹ اکٹھا استعمال ہوگا محدود ہے ایک آدھ بندے کے کوئی اقلیت کا ممبر elect ہو کر ان Houses میں موجود نہیں ہوگا جس طرح خواتین کے لئے مشکل ہے اس لئے اقلیت کے اتنے ووٹ نہیں ہو سکتے۔ تو جناب میڈم چیئرمین متناسب نمائندگی ہونا اور اس کے مطابق total ووٹ شمار ہوں اگر یہ طریقہ کار وہ جس کو ہم متناسب نمائندگی کہتے ہیں۔ اگر یہ ہے۔

Mr. Yahya Bakhtiar : I want the reserve seats for them but joint electorate. I never said that it should have...

Ch. Abdul Ghafoor : Alright, alright. Let me speak on that subject.

سوال یہ ہے کہ متناسب نمائندگی میں تو یہ سوال ہو سکتا ہے کہ parties کو ووٹ پڑیں اور تمام پاکستان کے ووٹ گن لئے جائیں اور پتہ چلے کہ اتنے اتنے ووٹ متناسب نمائندگی کے تحت حاصل کئے ہیں اور اتنی اتنی سیٹیں ہم اقلیت کو دے دیں۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ joint elected ان کو بنایا جائے اور علیحدہ seats بھی رکھی جائیں reserved seats بھی رکھی جائیں اس کا مطلب یہ ہے کہ دو دفعہ ووٹ ہوں۔ ایک دفعہ وہ General public کے ساتھ مل کر ووٹ کریں اور General Election کے تحت ان کو elect کریں۔ اور دوسری دفعہ ان کو علیحدہ seats بھی دی جائیں دونوں شکل میں یہ قطعی طور پر غیر منطقی ہے

ایک تو ان کو joint elected میں اجازت دی جائے اور دوسری دفعہ ان کو separate vote کرنے کی اجازت دی جائے۔ ?why this twice یہ کہاں پہ قائداعظم نے لکھا ہے کہ کسی اقلیت کو یا کسی مکتب فکر کے لوگوں کو دو دفعہ ووٹ کرنے کی اجازت ہو یک اسمبلی میں، اور مسلمانوں کو صرف ایک دفعہ ووٹ کرنے کی اجازت ہو۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں یہ قطعی ایک mis conceived idea ہے۔ بلکہ اقلیت کے ساتھ ظلم کے مترادف ہو گا کہ ان کے آج جو نمائندے بیٹھے ہیں ان میں سے ایک بھی نظر نہیں آئے گا۔ بلکہ یہ قائداعظم کے ان اصولوں کے تحت اور مسلم لیگ کے منشور کے تحت جہاں یہ بات ہے کہ علیحدہ کے تحت ان کی نمائندگی ہونی چاہئے۔ اور وہ اقلیت کی نمائندگی کریں یہ تو اس کے قطعی مترادف اور اختلافی چیز آ جائے گی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ Article 51 اور صوبائی اسمبلیوں کے بارے میں Article کرسچین کے بارے میں 2A ہے In addition to the member of seats referred to in clause 1, there shall be in the National Assembly 10 additional seats reserved as follows from the person referred in clause 3 at article 106. اب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کرسچن کے لئے چار Hindu or a person belinging to schedule cost چار ہیں سکھ بدھست اس طرح ان سیٹوں کو دس کیا گیا ہے۔ اور اگر آپ اسی طریقے سے ان سیٹوں کو ختم کر دیں اور joint elected کے تحت آئیں تو پھر ان کی نمائندگی منفی ہو جائے گی۔ قطعی طور پر ناپید ہو جائے گی۔ اور اگر اس کو joint electorate میں حصہ دے کر اس کے بعد آپ ان کی علیحدہ seats رکھنا چاہتے ہیں۔ تو پھر ان کو دو ووٹوں کا اختیار مل جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی نمائندگی اسمبلی میں ہونی چاہئے ہمیں ان کا مفاد عزیز ہے۔ ان کے مفاد کے خلاف ہم بات نہیں کر رہے لیکن یہ بات واقعی ابھی زیر بحث ہے کہ حلقہ نمائندگی

کی demarcation ہونی چاہئے۔ پورے پاکستان سے الیکشن لڑ کر آنا یہ ایک separate issue ہے یہ کابینہ اور Prime Minister کے زیر بحث ہے اور ابھی ہم اس پر غور کر رہے ہیں۔ ہم اس بات سے اصولی طور پر ان سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ ایک مسئلہ ان کی طرف سے موجود ہے کہ اس کی نشاندہی کی جائے تاکہ ایک مخصوص حلقہ سے ووٹ مانگیں۔ لیکن joint election کی صورت میں ان کو بالکل ناپید بنانا یا دو ووٹوں کا اختیار دینا یہ کسی بھی قائداعظم کے اصول کے تحت درست نہیں ہے اور یہ اس لئے نہیں کہ یہ opposition کی طرف سے آئی ہے بلکہ اس لئے کہ یہ ان کے مفاد کے خلاف ہے اس لئے میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب منظور احمد گچکی۔

جناب منظور احمد گچکی: جناب والا: میں تحسین بختیار صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت اہم اور بہتر آئینی ترمیم یہاں move کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کے کسی بھی جمہوری ملک میں یہ اس type کی چیزیں نہیں ہوا کرتیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہم بنیادی حقوق کے حوالے سے یا انسانی حقوق کے حوالے سے اس کو علیحدہ نہیں کر سکتے دو انسانوں کو، چاہے اس کا تعلق کسی مذہب سے ہو، کسی جماعت اور جنس سے ہو۔

جناب چیئرمین! اس ترمیم کو آگے لے جانے سے پہلے آپ کو پاکستان کی تاریخ کی طرف ایک نظر دوڑانی پڑے گی۔ بدقسمتی سے کچھ سالوں سے ایک طریقہ چلا آیا ہے کہ جہاں کہیں بھی اقلیت کو bulldoze کیا جائے اسلام کے نام پر، اور یہ بتایا جائے کہ اسلام میں اس کی اجازت دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نسل انسانی کے ساتھ سب سے بڑی گھناؤنی سازش ہے۔

جناب چیئرمین! میں زیادہ ماضی کی طرف جانا اس لئے نہیں چاہتا کہ ایک لمبی کہانی ہے پہلی آئین ساز اسمبلی کا حوالہ اس سے پہلے مختلف تقاریر میں قائداعظم محمد علی جناح کے اس

سے پہلے لیاقت علی خان کے، علامہ اقبال کے اس میں اسمبلی کہیں بھی مجھے، ایک concept ضرور مجھے نظر آیا کہ یہ ملک مسلمانوں کے لئے ہو گا لیکن یہ Theocratic state کا concept جو ہے وہ کبھی کسی بھی leader نے نہیں دیا۔ اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے 1935ء Act کے تحت ہماری آئین ساز اسمبلی سے پہلے یعنی 56ء کے آئین سے پہلے 35ء کا Act چلتا رہا۔ اس میں joint electorate اور اس کے بعد 56ء پھر وہی، پھر even ایوب خان کے دور حکومت میں 62ء کے آئین میں بھی joint electorate تھا۔ 73ء میں بھی joint electorate آکر جناب چیئرمین صدارتی حکم نمبر 14، 18 اور نہ جانے ان کے تحت 85ء میں انہوں نے یہ ترمیم کی اور پھر یہ ایک ۸ ویں ترمیم کا حصہ بنا۔ اور یہیں سے یہ سارا افسانہ شروع ہوا اور یہ سارا سلسلہ چل نکلا اب یا تو قائداعظم محمد علی جناح کی سمجھ میں نہیں آیا یا لیاقت علی خان کی سمجھ میں نہیں آیا جو آنے والے ہمارے حکمران تھے فوجی جرنیل وہ زیادہ بالغ لوگ تھے ان کی سمجھ میں آیا انہوں نے پورے سماج Islamise کر لیا۔ تو میں سمجھتا ہوں جناب والا ایسی بات نہیں ہے۔ آپ جب ملک چلاتے ہیں تو ملک چلانے کے لئے آپ کو اس خطے میں بسنے والے ہر انسان کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور اس وقت آپ کے نقطۂ نظر کے مطابق کوئی کم اور کوئی نیچے نہیں ہوتا، زیادہ نہیں ہوتا بلکہ سب کے حقوق کے برابر ہوتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ ان کو اس احساس کمتری میں مبتلا کر کے یہ کہیں گے کہ جناب والا! اگر ہندو election لڑے وہ تو نہیں جیت سکتا آپ کی دلیل تو یہ ہے لیکن جو احساس کمتری آپ نے اسے دیا ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے وہ اپنے آپ کو اس ملک کا inferior citizen کے طور پر سمجھتا ہے اور آج بھی وہ ذہنی طور پر سمجھتا ہے کہ میں سب سے inferior ہوں میرا اس ملک میں کوئی حق نہیں ہے اس لئے جناب والا یہ ان لوگوں کی سازش ہے کہ جو یہاں پر مساوی حقوق و برابری کا حق سب شہریوں کو نہیں دینا چاہتے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وزیر موصوف اس کی مخالفت کریں گے اور اس اسمبلی اور سینٹ میں بیٹھے ہوئے حزب اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی ان کی آواز پہ لبیک کہیں گے کیونکہ

جناب والا فقیر شہر کے تن پر لباس باقی ہے۔ اور امیر شہر کے ارمان ابھی نہیں نکلے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب پروفیسر خورشید احمد۔ جناب مولانا عبدالستار نیازی صاحب۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی: جناب چیئرمین یحییٰ بختیار صاحب اس وقت student تھے جب تحریک پاکستان چلی رہی تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے قائداعظم کے ارشادات کا حوالہ دیا۔ اور یہ چیز طے شدہ ہے پاکستان اسی عنوان پر بنا تھا کہ قائداعظم نے یہ کہا کہ We are not a minority. We are a self-sufficient nation. انہوں نے باقاعدہ جو گاندھی سے خط و کتابت کی تھی، یحییٰ بختیار صاحب آپ بہتر جانتے ہوں گے کہ انہوں نے پورا پورا نقشہ دیا تھا۔ We have got separate culture, separate civilisation, separate quality, separate tradition, separate values of life, separate heroes, separate names and nomenclature. We are a separate nation, we want a separate homeland where we should live on our culture, we should live on our civilisation, we should live on our traditions. اب اس کے بعد آپ جس ہمدردی سے اٹھے ہو، آپ نے جو کچھ کہا ہے، قائداعظم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر جو بات کی تھی تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ انسان کی حیثیت میں اللہ کی مخلوق میں کوئی امتیاز ہے تو character پر ہے، تقوے پر ہے۔ نسل پر نہیں، وطن پر نہیں، علاقیت پر نہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس وقت کے لوگوں کا ایک گروہ تھا جو متحدہ قومیت کا تصور لے کر اٹھا کہ ہندوستان کے اندر رہنے والے ایک قوم ہیں۔ انہوں نے بنیاد وطن کو قرار دیا تھا۔ آپ ان لوگوں کے خلاف اس وقت

تھے۔ آپ یہ کہتے تھے کہ قوم اوطان سے نہیں بنتی۔ قوم عقیدے اور نظرئے سے بنتی ہے۔ اسی پر جد و جہد ہوئی۔ اب سوال یہ ہے کہ غیر مسلموں کی امداد اور ان کے status کو بلند کرنے کے لئے آپ جو تجویز لائے ہو۔ اب بیس کروڑ مسلمان بھارت کے اندر، ان کی حیثیت کچھ نہیں ہے۔ یہ joint electorate کی وجہ سے وہاں پر اچھوتوں سے بدتر ہیں۔ یہی حیثیت ان کی بن جاتی کہ اگر آپ یہاں پر عیسائی ہیں، غیر مسلم ہیں، ان کے ایک آدمی کو بھی نہ آنے دیا جاتا۔ اگر آپ ان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں آپ غیر مسلموں کو مقام دینا چاہتے ہیں تو ان کے لئے سپرٹ چیمبر کی تجویز کریں۔ چنانچہ میں نے جو Draft Constitution پاکستان کے لئے تجویز کیا تھا جس میں کچھ باتیں قبول ہوئیں کچھ نہیں ہوئیں اس میں non-muslim کے لئے اور women کیلئے separate culture کہ ان کے لئے separate ایک ان کا باقاعدہ الگ ایک نظام ہو، chamber ہونا چاہئے۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ انسان کا کردار اس کی شرافت اس کی نسب شعاری، غریبوں سے محبت یہ کردار جو ہے اس کے ئے دروازہ کھلا ہے۔ اور ایک وقت آئے گا جب کہ جس کا کردار بلند ہوگا اسی کو لوگ ترجیح دیں گے۔ میں آپکو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہلاکو خان نے بغداد کی تباہی کے بعد علماء سے ایک سوال کیا تھا کہ مجھے بتاؤ کہ ایک کافر عادل حکمران بہتر ہے یا مسلمان ظالم بہتر ہے۔ علماء پریشان ہوگئے کہ ہم کافر کو کیسے ترجیح دیں۔ پریشان تھے، اس نے کہا مجھے جواب دو اس کا۔ علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہ کا ایک ان کے پاس قول آگیا کہ کافر عادل مسلمان ظالم سے بہتر ہے۔ عدل اللہ کی صفت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ نوشیروان عادل کے دور میں میری ولادت ہوئی ہے۔ آپ ان کی صحیح مدد کرنا چاہتے ہیں تو separate Chamber ان کو دو جس میں کہ اپنی تجاویز عقیدے اور مسلک، نظریات لا سکیں۔ موجودہ ماحول میں ان کو یہاں ایک اکثریت

کیوں کہ یہاں ان کی تعداد بالکل قلیل ہے جو دو فیصدی بھی نہیں ہے ان کو لا کے آپ ختم کرنا چاہتے ہو۔ ایک اچھے high sounding نعرے کے اندر ایک قوم ایک ملک ایک وطن ایک علاقہ اس میں لا کے ان کو آپ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ separate electorate اگر نہ ہوتا india Act کو تو آپ جانتے ہو اس میں اگر مسلمانوں کے لئے نہ ہوتا تو آگے یہ بات ہی نہ چلی وہ ختم ہو چکے تھے اس لئے اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے یہ صحیح فرمایا ہے کہ ان کی constituency ساری پھیلانے کی بجائے محدود کر دو، متناسب نمائندگی ان کو دو تاکہ ان کی representation ہو۔ کئی لوگوں نے یہ کہا کہ قائداعظم نے یہ نہیں کہا کہ یہ Islamic State ہو گی۔ لیکن Islamic State کا معنی یہ نہیں ہے کہ غیر مسلموں کے حقوق کم تر ہوں۔

ایک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذرے کو ہمدوش ثریا کر دیا

غیر مسلموں کے حقوق مسلمان سے زیادہ ہیں۔ مسلمان پر زکوٰۃ ہے، مسلمان پر عشر ہے۔ مسلمان پر جہاں فرض ہے۔ غیر مسلم پر جہاد فرض نہیں ہے۔ زکوٰۃ نہیں ہے عشر نہیں ہے۔ اس کے حقوق محفوظ ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی خیر خواہی آپ کرنا چاہتے ہیں تو متناسب نمائندگی ان کو دلاؤ۔ خیر خواہی کرنا چاہتے ہوں۔ Constituency ان کی محدود کر دو۔ لیکن جس چیز کو ہم دفن کر چکے ہیں متحدہ قومیت کے تصور کو، کانگرس کو شکست ہوئی Nationalist مسلمانوں کو شکست ہوئی جنہوں نے کہا کہ قومیتیں اوطان سے بنتی ہیں۔ مولوی بھی کہتے تھے ان کو بھی شکست ہوئی۔ بعض مولوی کہتے تھے۔ لیکن ساری قوم نے جب اس تصور پر، قومیت کا تصور یہ تھا کہ ہم دین کی بنیاد پر ایک قوم ہیں اس سے آپ کا پاکستان بنا ہے۔ آپ غیر مسلموں کے حقوق میں چاہتا ہوں ان کو زیادہ دو۔ میں اپنی

لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنا چاہتا۔ اس ایوان کے اندر آپ ہی فیصلہ کن قوت ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کے لب ہائے مبارک ہل رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کان لگا کر سنا تو آپ فرما رہے تھے کہ میری غیر مسلم رعیت کے حقوق کا لحاظ رکھو۔ اس لئے غیر مسلموں کے حقوق جو ہیں ان کو آپ جتنے دو، سیٹیں جتنی دو، دے دو۔ لیکن ان کو اکثریت کے اندر جذب نہ کرو۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب Chairperson میں بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم بل پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ جناب والا میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔ اور اصول میرے سامنے وہی ہے کہ ہمیں اس نوعیت کے ہر مسئلے کو اس کے حقیقی merit پر غور کرنا چاہئے محض حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے انداز میں نہیں۔ جناب والا میری نگاہ میں اس بل اور اس کے سیاسی تہذیب اور نظریاتی تقاضوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ دراصل طریق انتخاب کا مسئلہ کسی ملک کے سیاسی نظام کی بنیاد ہوتا ہے۔ اور اس کا تعین اس نظریئے اس اصول اور اس بنیاد کی روشنی میں کیا جاتا ہے جس پر کوئی ملک قائم ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ اشتراکی ممالک جن کا اپنا election کا نظام تھا انہوں نے اپنے نظریئے کی مناسبت سے الیکشن کا ایک طریقہ بنایا۔ اور وہاں positive-negative ووٹ ہوتا تھا۔ وہاں اس طرح کا election نہیں ہوتا تھا جیسا کہ دوسرے ممالک میں پایا جاتا ہے۔ جمہوری ممالک نے بھی اپنے اپنے تصورات اور اپنی ریاست کے مخصوص حالات کی روشنی میں اپنے لئے طریق انتخاب بنایا۔ ہم چونکہ British model سے زیادہ قریب تھے اس لئے ہمارے ہاں جو طریقہ بنا وہ تھا جو ہندوستان میں رائج تھا۔ سب سے پہلے property کی بنیاد پر پھر تعلیم کی بنیاد پر، پھر adult age کی بنیاد پر، لیکن

انتخاب کا اصول ریاست کی بنیاد کی مناسبت سے بنتا ہے۔ چوہدری عبدالغفور صاحب نے بہت صحیح کہا ہے کہ لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ حق رائے دہی human rights اور جمہوری معاملات میں مساوات کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ انتخاب کا طریقہ جو ہے وہ لازماً joint electorate ہو۔ اس کے لئے مغربی دنیا سے secular دنیا سے سب سے اہم مثال یہ ہے کہ Europe کے بیشتر ممالک، فرانس ایک مدت تک، جرمنی آج بھی، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، بلجیم، ہالینڈ، ان تمام ممالک میں proportional representation کا system ہے۔ اور وہ اس لئے ہے کہ یہ States of nationalities ہے۔ ان کے اندر مختلف nationalities رہ رہی ہیں۔ اگر آپ symple system جو کہ برطانوی system ہے۔ first past the post لاگو کر دیں تو پھر اس کے اندر nationalities کو صحیح صحیح نمائندگی نہیں مل سکتی۔ وہ چونکہ ایک secular نظام ہے اس لئے اس secular نظام میں انہوں نے ایک ایسا system بنایا جس میں minorities کو بھی تمام nationalities کو خواہ ان کی بنیاد culture پر ہو زبان پر ہو تاریخ پر ہو اپنے نمائندے بھیجنے کا موقع مل جائے۔ یہ دراصل خود separate electorate کی ایک شکل ہے۔ جسے انہوں نے اپنے حالات اور اپنے مقاصد کی روشنی میں وضع کیا ہے۔ جناب والا پاکستان کی تحریک جس بنیاد پر چلی وہ یہ تھی کہ مسلمان ایک قوم ہیں۔ محض ایک اقلیت نہیں۔ مسلمان ایک قوم ہے۔ اور مسلمانوں کا سیاسی نظام بھی اسی بنیاد پر بنے گا جو ان کا دین کہتا ہے۔ جناب والا یہاں بار بار theocracy کی بات لائی جاتی ہے جو بالکل irrelevant ہے۔ قائداعظمؒ نے علامہ اقبال نے تمام علماء نے اس بات کا برملا اظہار کیا ہے کہ اسلام میں theocrary نہیں ہے۔ theocracy ایک مخصوص تاریخی نظام تھا جس میں ایک مخصوص مذہبی طبقے کو حق دیا جاتا تھا سیاسی معاملات کو طے کرنے کا۔ اسلام نے تمام مسلمانوں کو پوری امت مسلمہ کو خلافت کا حق دیا۔ اسلام کا

استخلاف کا اصول کسی خاندان کسی طبقے کے لئے نہیں۔ قائد اعظمؒ یا علامہ اقبال نے The Reconstruction of Religious Thought in Islam میں صاف الفاظ میں کہا ہے کہ اسلام بنیاد ہے ہماری ریاست کی۔ لیکن theocracy اور ہمارا نظام مختلف ہے۔ قائداعظم نے جب بھی theocracy کی تبلیغ کی ہے۔ ہم سب بھی اس کے قائل ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ پاکستان کا ہمارا سیاسی نظام معاشی نظام، اس کی نظریاتی بنیاد دین نہیں ہوگا بلکہ secularism ہوگا۔ دراصل بنیادی اصول ہی یہ ہے کہ جو افراد آج joint electorte کی بات کر رہے ہیں یا ماضی میں جنہوں نے کی وہ نمائندگی کر رہے ہیں اس اصول کی کہ یہاں قومیت territory کی بنیاد پر ہونی چاہئے اور اسلام کی بنیاد پر قومیت جس پر پاکستان کی پوری تحریک چلی اور پاکستان بنا اور قیام پاکستان کا انحصار جس کے اوپر ہے۔ وہ دراصل اس کی تردید کر رہے ہیں اس کی رد کر رہے ہیں اور اس کے مقابلے میں secular system کو لا رہے ہیں۔ اور یہی میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ محض equality of Muslim and non-Muslim کا نہیں ہے۔ جہاں تک بنیادی حقوق کا تعلق ہے۔ اسلامی ریاست اپنے غیر مسلم شہریوں کو تمام بنیادی حقوق دیتی ہے اس کی جان مال اور عقیدے کا تحفظ کرتی ہے اور جو کچھ secular جمہوری نظام میں cultural religious minorities کے ساتھ ہو رہا ہے آج Bosina میں کیا ہو رہا ہے۔ یوگوسلاویہ کی صورت حال کیا ہے وہاں محض اس لئے کہ مسلمان، مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ حق نہیں دیا جا رہا۔ آج مسلمانوں پر کیا ہو رہا ہے مغربی دنیا جسے جمہوریت کہتے ہیں اور جو بڑے humanrights کی باتیں کرتے ہیں وہاں پر بھی وہ discrimination کرتے ہیں ان تمام بنیادوں پر۔ اسلام نے اس کے مقابلے میں cultural, economic تہذیبی دینی معاملات میں اقلیتوں کو پورے حقوق دیئے ہیں۔ لیکن ہم صاف یہ بات کہتے ہیں کہ محض

چند اقلیتوں کو مطمئن کرنے کے لئے، اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اس ملک کی عظیم اکثریت کا جو نظریہ جو تصور حیات ہے اور جس بنیاد پر تحریک پاکستان چلی اور یہ ملک قائم ہے۔ اسے abandon کر دیا جائے اسے ترک کر دیا جائے۔ اس سے بڑا ظلم اس امت کے ساتھ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جناب والا یہ مسئلہ محض کسی کو appease کرنے کا یا equality of rights کا نہیں ہے۔ equality of rights proportional نظام میں بھی ہے separate electorate کے اندر بھی ہے joint electorate کے اندر بھی ہے۔ فرق جس بنیاد پر ہے وہ نظریاتی basis ہیں جس کی بنیاد پر state قائم ہے جناب والا میں سب سے پہلے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ قائداعظمؒ نے اس معاملے میں کوئی اشکال نہیں چھوڑا۔ اور انہوں نے صاف الفاظ میں یہ بات کہی کہ :۔

"Our bed' rock and sheet anchor is Islam. We are one and must move as one nation and then alone we will be able to retain Pakistan. Pakistan not only means freedom and independence but the Muslim ideology which has to be preserved, which has termed to us as a precious gift and treasure and which we hope other will share with us. The Muslim demands, they still demand Pakistan where they could rule according to their own code of life, according to their own cultural growth, traditions and Islamic laws. Our religion, our culture and our Islamic ideals are our trying force to achieve our independence. جناب والا قائداعظمؒ کی تقاریر کو یہاں quote کیا گیا ہے۔ ہم ان کو اسی طرح صحیح سمجھتے ہیں جس طرح وہ اس وقت صحیح تھے جب قائداعظم نے ان کو کہا تھا۔ لیکن انہیں کہیں یہ نہیں کہا گیا کہ separate electorate نہیں ہو گا اور یہاں joint electorate لایا جائے گا۔ یہ ایشو کو confuse کرنا ہے۔ one vote کے معنی یہ ہیں کہ انہیں آپ ووٹ کا حق دیجئے۔ انہیں آپ اسمبلیوں میں آنے کا حق دیجئے۔ جیسا کہ مولانا نیازی صاحب نے کہا ہے کہ یہاں ان کے خلاف الگ نظام بنانا چاہتے ہیں تو بنائیے ورنہ۔ علماء نے agree کیا ہے اس بات پر۔ علماء کی کانفرنس جس میں اسلامی ریاست کے

بائیس اصول مرتب کئے اور وہ اس ملک کی چوٹی کے علماء تھے۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اقلیتوں کے حقوق ہیں۔ سیاسی حقوق۔ لیکن انہیں یہ حق نہیں ہے کہ وہ dictate کر کے ہمارے نظریئے کو ختم کریں یا ہمارے اوپر ایک secular نظام مرتب کریں۔ جناب والا میں قائداعظم کا ایک quotation بھی آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں جو مجھے توقع ہے کہ محترم یحییٰ بختیار صاحب کی نظر سے بھی شاید اوجھل نہ ہوا ہو۔ اور جس میں انہوں نے اس مسئلے کو بالکل specifically ٹریٹ کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ قائداعظم فرماتے ہیں کہ:۔

"We the Hindus and Muslims are different in everything. We differ in our religion, our civilization and culture, our history, language, our architecture, music, jurisprudence and our society, our dress, why we are different we can not....

[At this stage Azan for Maghreb prayer was going on.]

Madam Deputy Chairman : The House is adjourned to meet again at 7.45 p.m. Thank you.

[The House then adjourned for Maghrib prayers].

[The House reassembled after interval with Madam Deputy Chairman in the Chair.]

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی، پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں عرض کر رہا تھا کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس معاملے میں قیام پاکستان سے پہلے اور قیام پاکستان کے بعد ایک بار نہیں بلکہ بار بار اور تسلسل کے ساتھ اس بات کا اعلان کیا کہ مسلمان ایک قوم ہیں۔ یہ قوم عقیدے اور دین کی بنیاد پر وجود میں آئی ہے جس کے زیر اثر اس کا تمدن، اس کی تہذیب اس کی تاریخ، اس کا art، اس کا

architecture بنا۔ اور پاکستان کے قیام کا مقصد قرآن کی بنیاد پر، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر، اجتماعی زندگی کو قائم کرنا ہے اور اس معاملے میں separate electorate یا joint electorate کے معاملے میں انہوں نے vague نہیں چھوڑا۔ جو افراد قائداعظم کے ارشادات کا سہارا لیتے ہیں، ان کے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں جب وہ ان کی کوئی ایک چیز نکال لیتے ہیں تمام تقاریر اور تحریروں میں سے اور پھر اسی کے اوپر ہی اپنا پورا استدلال ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب چیئرپرسن، میں آپ کے سامنے ان اقتباسات کے علاوہ جو میں نے اس سے پہلے پیش کئے ہیں، ایک specific اقتباس پیش کرتا ہوں جو خالص اسی مسئلہ سے متعلق ہے۔ قائداعظم فرماتے ہیں کہ we, that is the Hindus and the Muslims are different in everything. We differ in our religion. Our civilization and culture. Our history, language, our architecture, music, jurisprudence and our society our dress. In every way we are different. We cannot get together in the ballot box. I repeat, in every thing we are different. We cannot get together in the ballot box. جناب والا، یہ تھا وہ basis جس کی بنیاد پر separate electorate کا مطالبہ کیا گیا کہ مسلمان اپنے جداگانہ قومی، سیاسی، تہذیبی تشخص کی حفاظت کر سکیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ انصاف کیجئے کہ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ قائداعظم اور مسلمان اُمت جس نے اپنی قومیت کی بنیاد اپنے عقیدے، اپنے دین پر رکھنے کا اظہار کیا اور اس کی بنیاد پر اپنی پوری سیاسی جدوجہد کو مرتب کیا کیا آزادی حاصل کرنے کے بعد وہ بنیاد بدل گئی۔ کیا اب یہ قوم وہ قوم نہیں رہی جناب والا، اس سے زیادہ ناانصافی اور شعوری بے فکری کوئی نہیں ہو سکتی۔ بلا شبہ جہاں تک ریاست میں

citizenshipاور ریاست کے تمام شہری خواہ وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں، ان کے حقوق کا تعلق ہے "ان کے جان و مال کے تحفظ کا سوال ہے۔ یہ اسلام کی ذمہ داری ہے اور یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، تاریخ اس کے اوپر شاہد ہے۔ وہ حکومتیں جو democrary کی باتیں کرتی ہیں اور second class اور third class citizen ship کا طعنہ دوسروں کو دیتی ہیں۔ ابھی امریکہ میں لاس اینجلس میں کیا ہوا ہے کیا اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ آج بھی امریکہ نسل کی بنیاد کے اوپر، رنگ کی بنیاد کے اوپر ایک نہیں بلکہ نو قومیں ہیں۔

تو جناب والا، قائداعظم نے جو بات آزادی سے پہلے کہی وہی آزادی کے بعد کہی اور اقتباسات کا سہارا لیا گیا ہے اس بل کے اغراض مقاصد میں، ان کا تعلق ہر گز ریاست۔ ریاست کی بنیاد پر نہیں ہے election کے نظام سے نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق شہریوں کے حقوق سے ہے اور اس پر ہمیں کوئی اختلاف نہیں لیکن جیسا کہ قائداعظم نے کہا کہ محض ballot box میں شامل ہو کر ہم ایک نہیں ہو سکتے ہیں اس لئے ہماری قومیت کی، ہماری ریاست کی، ہماری پالیسی کی بنیاد ہی مختلف ہے۔

جناب والا، ہمیں تاریخ بھی بتائی گئی ہے کہ ۱۹۵۶ء کے آئین میں یہ تھا اور ۱۹۵۷ء میں یہ تھا۔ بلا شبہ تھا لیکن یہ آج کی تاریخ ہے۔ میں اپنے بزرگ بھائی جو کہ بڑے اچھے وکیل بھی ہیں اور جنہوں نے اس پورے دور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان سے کہوں گا کہ وہ تاریخ کو مکمل طور پر پیش کریں، ادھورا پیش نہ کریں۔ کیا یہ ایک حقیقت نہیں ہے کہ صرف ۱۹۰۶ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک ہی نہیں لیکن قائداعظمؒ کیا اس مملکت کے سربراہ کی حیثیت اختیار کرنے کے بعد بھی جتنے انتخابات ہوئے وہ سب separate electorate کی بنیاد پر ہوئے۔ لیاقت علی خان صاحب نے basis principles کمیٹی کی رپورٹ ۱۹۵۱ء میں پیش کی، separate electorate کی بنیاد کے اوپر۔ ناظم الدین نے

۱۹۵۲ء میں basic principle رپورٹ پیش کی separate electorate کی بنیاد پر، بوگرہ رپورٹ separate electorate کی بنیاد پر۔ draft resolution جس میں کہ ۱۹۵۴ء تقریباً approve ہو گیا تھا۔ separate electorate کی بنیاد پر تھا۔ ۱۹۵۴ء کے مشرقی پاکستان کے انتخابات separate electorate پر ہوئے۔

(Interruptions)

بات دراصل یہ ہے کہ ۱۹۵۴ء کے بعد جو element secular ہماری سیاست میں ابھرا اور خصوصیت اس میں ہندو influence تھی، جس نے مشرقی پاکستان میں کھلے بندوں یہ بات کہی کہ انہیں پاکستان کی نظریاتی بنیاد کو negate کرنا ہے اور جنہیں خود قائداعظم نے warning دی اور یہ جو پاکستان بننے کے بعد بحیثیت سربراہ مملکت قائداعظم کی تقاریر ہیں ان میں کم از کم ایک درجن وہ ہیں جن میں انہوں نے minorities کے اس رول کو صاف الفاظ میں بیان کیا انہوں نے دراصل اس مسئلہ کو اٹھایا تاکہ وہ minipulate ہماری سیاست بنیاد کو اور یہی وجہ تھی کہ ۱۹۵۶ء کے دستور میں اس مسئلہ کو اوپن رکھا گیا اور یہ بات کہی گئی، اس کا Article 145 ہے۔ Parliament may after ascertaining. The views of the Provincial Assemblies and taken them into consideration by act provide whether elections in the National Assembly and Provincial Assembly shall be held on the principle of joint electorate or separate electorate and may in any subject provides for all matters incidental and consequential thereof. اس کے بعد پھر مشرقی پاکستان اسمبلی نے joint electorate کے حق میں ووٹ دیا اور مغربی پاکستان کی اسمبلی میں separate کے حق میں ووٹ دیا تو جناب والا یہ جو problem پیدا ہوئی ہے یہ خاص context کے اندر پیدا ہوئی

ہے اور پھر اس کے بعد جب ۱۹۷۰ء کا دستور بن رہا تھا تو جو note of dissent اپوزیشن نے دیا جس پر مفتی محمود صاحب، مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور کے دستخط تھے اس پر انہوں نے اس مسئلہ کو اٹھایا، consensus بات جس وقت ہوئی ہے، وہ ٹھیک ہے کہ compromise تھا اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں بہت سی خرابیاں ہیں اس میں تو وزیر اعظم کے اختیارات ایسے ہیں کہ وہ خدا کے اختیارات کو بھی challenge کر رہا تھا، اس میں تو No-confidence وزیر اعظم کے اوپر اس طریقے سے کر دیا گیا تھا اور اگر اس میں محمود علی قصوری صاحب جو سابق Law Minister تھے جو کہ پیپلز پارٹی کے نمائندے تھے Note of dissent نہ دیتے آپ بھی اسے پڑھ لیجیئے جس سے آپ کو معلوم ہو جائے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں فی الحقیقت کیا کیا خرابیاں تھیں جمہوریت کے نقطۂ نظر سے تو اس کو ماننا درست نہیں ہے تو جو تبدیلی کر کے separate electorate لایا گیا ہے تو یہ دراصل نظریۂ پاکستان کے تقاضوں کو پورا کیا گیا ہے یہ کسی فرد کا معاملہ نہیں ہے یہ دراصل اس قوم کی، مسلمانوں کی، پوری تحریک پاکستان کی جو بنیاد تھی اور جس پر کہ آج ہمارا ملک قائم ہے اور جس کے بارے میں جیسے میں نے ابھی کہا قائداعظمؒ نے کہا ہے کہ صرف اسلام کے نام پر we would be able to retain Pakistan تو یہ ہے اصل وہ چیز اس معاملے میں جناب والا! پورے ادب کے ساتھ اس کی مخالفت کروں گا اور میں سمجھوں گا کہ یہ بل حقیقت یہ ہے کہ اس بنیاد پر ضرب ہے جس پر یہ ملک قائم ہے۔ اور باقی جو جمہوریت جو نام لیا گیا ہے تو اس کی حقیقت ہمیں پتہ ہے ہمیں اپنے نظریئے کی مناسبت سے اپنی تاریخ کی روشنی میں وہ جمہوری نظام قائم کرنا ہے جو اسلام کے اصولوں سے مطابق رکھتا ہو اور جو مغرب کی جمہوریت سے کہیں بہتر ہے اس لئے مغرب کی جمہوریت میں دھوکہ بازی ہے میں آپ کو صرف ایک کتاب کا حوالہ دیتا ہوں league of nations نے ایک کمیشن بنایا تھا

اقلیت کے اوپر، اور اس کمیشن کے سیکرٹری جو ایک برطانوی judicial expert تھے ۲۰سال کے تجربے کے بعد اس نے جو رپورٹ شائع کی ہے۔ national minorities in national states تین ساڑھے تین صفحے کی رپورٹ کے اندر europe کے ایک ایک ملک کی تفاصیل موجود ہیں کہ نام نہاد جمہوریت.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اس کتاب کا نام بتا سکتے ہیں جی؟

پروفیسر خورشید احمد: National minorities in national states اس کے اندر اس نے پورا catelogue دیا ہے اور یہ بتایا ہے اور بظاہر ان کو ووٹ کا حق دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے ساتھ کس طریقے سے سیاست میں، تمدن میں، زبان و تہذیب میں، discremination کیا جا رہا ہے اور ایک نہیں second and third reactcism اس پر آپ نہ جائیے یہ assist glash ہے اس میں کوئی صداقت نہیں ہماری جمہوریت اپنی بنیادوں پہ ہے اور اس کی حیثیت ایسی ہے کہ ہم نے تو اقلیتوں کے لئے یعنی مسلمانوں نے جو مثال قائم کی ہے کہ جب دنیا بھر میں jews کم ہو رہے تھے اور کہیں ان کو سر چھپانے کے لئے کوئی جگہ نہیں ملتی تھی مسلمان کے عزائم کو تحفظ ملا۔ اور یہ حیثیت حاصل ہوئی کہ Nerwarits جو ان کا سب سے بڑا midienal age کا مفکر ہے ہ مصر کے بادشاہ کا معالج بھی تھا۔ اور اس نے کتاب لکھی اسلام پر تنقید کرتے ہوئے یہودیت کے دفاع میں اور اس نے بادشاہ سے پوچھا کہ کیا میں اس کو شائع کر سکتا ہوں اس نے کہا کہ ہاں تم شائع کر سکتے ہو آزادی دی۔ لیکن جناب والا میں جمہوریت کا نام لے کر یہ بات کہ جو بات ہماری ریاست کی بنیاد ہے اور electorate system جو بنیاد ہے سیاسی نظام کی، اس میں ہم قومیت کا تصور قبول کر لیں جو secular پر مبنی ہے یہ ممکن نہیں ہے اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو رد کیا جانا چاہئے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب رانا چندر سنگھ۔

رانا چندر سنگھ: جناب چیئرمین صاحبہ! میں آپ سے request کرتا ہوں I would like to hear all the honourable members speech and I would like to speak at the end.

Madam Deputy Chairman: Thank you. Mr. Abdul Rahim Mandokhail Sahib.

قطع کلامیاں

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی رانا چندر سنگھ صاحب آپ کو سننا چاہتے ہیں۔

رانا چندر سنگھ: یہ تو جناب ایسا ہوا کہ it is again imposition on me میں تو چاہتا ہوں کہ میں مسلمانوں کو سننا چاہتا ہوں کہ وہ میرے لئے کیا کہتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: چیئرمین صاحبہ! شکریہ کہ تحکیٰ بختیار صاحب کے اس اہم آئینی ترمیمی بل پر بولنے کا موقع دیا جس میں separate electorate/joint electorate جس کی ہمارے لئے بنیادی اہمیت ہے۔ پھر جناب والا! یہ بہت اہم مسئلہ اس کے لئے کافی تیاری کی ضرورت ہے۔ اس کے باوجود میں مختصر وقت میں اپنی معروضات پیش کروں گا۔ میں تحکیٰ بختیار صاحب کے اس آئینی ترمیمی بل کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ جناب والا! یہاں وہ مسائل چھیڑے جاتے ہیں کہ ہمارے ملک کی ideology اس کے حوالے سے اس وقت کوئی اختلاف نہیں ہے اور نہ یہ زیر بحث ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو ideology ہم claim کرتے ہیں ہم کہتے ہیں Islamic ideology اس جگہ سے ہم لیتے ہیں اس میں جو کچھ ہمارے ملک کے رہنماؤں نے جس طرح پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ Islamic ideology میں انہوں نے اس ملک کے شہریوں کے برابر کے حقوق کی بات کی ہے۔ سیاسی، معاشی اور

cultural، اس ideology کے متعلق یہ جو الفاظ ہیں جناب والا! جو یحییٰ صاحب نے یہاں quote کئے ہیں جناب قائداعظم محمد علی جناح صاحب کے we are starting with this fundamental principle that we are citizens equal citizens of one state. یہ اب یہ یہاں پر پیش کئے جاتے ہیں۔ جیسے کہ وہ کچھ اور پیش کر رہے ہیں یہاں الفاظ یہ ہیں fundamental principle that we are all citizen equal citizen of one state. یہاں کن لوگوں کو exclude کیا گیا one state اب میں یہاں بحث میں یہ سوال نہیں لا رہا ہوں کہ وہ national یعنی یہ nation یا state یہ فرق کیا تھا اور کس طرح اب یہ ایک دوسرے سے یعنی adjust کئے گئے ہیں۔ لیکن اس ریاست کے جو شہری ہیں وہ بالکل equal ہیں۔ اور پھر بعد میں I assure you that Pakistan means to stand by its of repeated promises according to an equal treatment to all its nationals irrespective of their cast and creed یعنی وہ national کا definition کہ یہ سٹیٹ اور یہ کس بنیاد پہ ہے یہ ایک nation ہے یہ مسئلہ میں یہاں نہیں چھیڑتا ہوں لیکن جو ملک کی leadership نے پیش کیا تھا انہوں نے یہ کہا ہے irrespective of their cast and creed یہ ہے تو اس ideology کی جو تشریح ہم یہاں کریں گے وہ یہ ہے ایسے بھی ہم لیتے ہیں Islamic Ideology اب Islamic ideology کے کیا معنی ہیں؟ Islamic ideology جس کی بنیاد قرآن حکیم اور حدیث ہے اس میں کیا ہے سیاسی، ثقافتی و معاشی طور پر جس state کی بنیاد Islamic ideology ہو تو اس میں ایک base ہے وہ یہ ہے کہ equality for every citizen یہ ہے اس کی بنیاد یعنی موجودہ اصطلاح میں وہ ہے democrary یہ ہے Islamic ideology اسی طرح economic side پر کیا ہے معاشی طور پر equality اور یہ جو ہے اس میں یہ نہیں ہے کہ کس grade والے کس caste والے

کی اس کے لئے یہ نہیں ہے سب کے لئے اب اسی طرح تو یہ اصل میں یعنی میں اس طرح یہ بیان کروں گا کہ اسلامی society میں غیر فرقہ وارانہ سیاست، غیر فرقہ وارانہ معیشت اس طرح پیش کرتے ہیں۔اور اس غیر فرقہ وارانہ کو اگر آپ موجودہ اصطلاحی europe کے الفاظ استعمال کریں تو آپ کہیں گے secular یعنی secular جو ہے جس طرح یہاں پیش کیا جاتا ہے وہ جیسے کہ بالکل غیر اسلامی anti Islamic ideology ہے۔ یہ اسلام کے ساتھ سراسر، یا تو وہ ہمارے بزرگ ہیں، یہ نہیں ان کو کیا ہے، میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن یہ اسلام کا صحیح بیان نہیں ہے۔ اسلام کی صحیح تشریح نہیں ہے اسلام کی صحیح تعریف نہیں ہے۔ تو اب یہاں آ کے مثلاً یہاں پروفیسر صاحب نے بھی کہا اور دوسرے ہمارے اکابرین بھی detail میں ۱۹۵۴ء کا formula ۱۹۵۶ء کا formula اور آئین، اس کے بعد ۱۹۷۳ء اس میں تو بنیادی چیز دو باتیں آئی ہیں۔ وہ joint electorate ہے۔ joint electorate with reserve seats وہ تفصیلات اور جو اس بحث کا نتیجہ نکلا ہے وہ تھا joint electorate اب ۱۹۶۵ء میں اور ۱۹۷۳ء میں نتیجہ تمام سیاست کا یہ ہوا اور سب اس میں متفق ہو گئے کہ joint electorate البتہ reserve سیٹ تھے۔ لیکن جب پھر مارشل لاء اور آمر نے یہ فیصلہ کیا، جب نمائندے تھے، اگرچہ ہمارے ان سے اختلافات بھی ہیں، لیکن جب نمائندے تھے اور اسمبلیاں تھیں انہوں نے تو ۱۹۵۶ء کے اور ۱۹۷۳ء میں انہوں نے joint electorate دے دیا۔ لیکن جب ایک آمر آیا اور اس آمر نے اسلام کی ideology کی تشریح اور آئین میں اس نے یہ کی کہ separate ہے۔ یعنی اس کو کس نے یہ اختیار دیا تھا۔ کس طرح ہم یہ تسلیم کریں کہ یہ ایک آمر جو تھا وہ Islamic ideology اور پاکستان آئیڈیالوجی کو صحیح سمجھنے والے تھے اور باقی جو بھی تھے جنہوں نے آئین بنایا اور جنہوں نے formulas بنائے وہ صحیح نہیں تھے۔ اصل بات یہ ہے

کہ یہ آمر نے کیا ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ جب مارشل لاء ۱۹۷۷ء میں faithfully impose ہوا اور پھر election کے بارے میں تین مہینے کا اعلان ہوا اور پھر election ملتوی کئے گئے تو پھر یہاں راولپنڈی میں پارٹیوں کے ساتھ ملٹری افسروں کی ملاقاتیں ہوئیں جن میں جناب جنرل ضیاء الحق صاحب بھی تھے اور ہماری پارٹی، جب ہم وہاں آئے اور دوسری پارٹیاں بھی، انہوں نے سب سے پہلے ہمیں یہ idea دیا۔ دو باتیں ہوئیں۔ ایک ہے کہ فوج کو آئین میں حصہ دے دو۔ یہ ہمیں جی ایچ کیو میں کہا گیا کہ فوج کو آئین میں حصہ۔ فوج کے آئینی حصے کے معنی President Parliament، وزیر اعظم یہ سب ختم اور فوج جب بھی مرضی ہو جیسے ترکی میں۔ دوسری بات یہ ہوئی joint electorate۔ ہم نے اختلاف کیا۔ ہم نے کہا کہ نہ اس میں ہم فوج کو حصہ دیں گے، یعنی فوج کی یہ ڈیوٹی جو موجودہ آئین میں ہے ہ منتخب نمائندوں کی، پارلیمنٹ کی، اسمبلیوں کی، اس کی ایک خاص ذمہ داری ہے۔ یعنی ادارے جو ہیں political power کے ان میں کوئی شیئر یہ اصولاً غلط ہے۔ اسی طرح یہ joint electorate کا، تو جناب والا یہ تو بعد میں ہوا ہے اور یہ آمروں نے کیا ہے۔ یہ بذات خود اس کا ثبوت ہے جیسے یہاں منظور گچکی صاحب نے فرمایا کہ یہ آمر اپنے مقاصد کے لئے کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ جو اہم نکتہ یہاں اٹھایا گیا ہے، ایک ہے joint electorate اور reserve seats کے لئے یہاں ہمارے محترم وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ reserve seats جو ہیں عورتوں کے لئے تو ان کی base یہ ہے کہ عورتوں کے لئے جو یہاں seats ہیں لیکن وہ joint electorate میں ہیں کیا عورتوں کی ایسی constituency ہے کہ وہ عورتیں جو ہیں ان کے ووٹرز علیحدہ ہوں نہیں ہے۔ یعنی ایک پہلو یہ ہے کہ joint electorate۔ ایک عورت وہاں election میں آسکتی ہے۔ وہ ایک میں جیتتی ہے یا ہارتی ہے اس کے علاوہ بھی ان کی اس سماجی حالت کی وجہ سے ان کے لئے reservation بھی ہے۔

reseve seats بھی ہیں۔ یعنی عورتوں کے لئے یہاں sererve seats کے معنی یہ نہیں separate electorate separate election نہیں joint electorate with reserve seatsاس طرح آپ کو علم ہے کہ ہماری یونین کونسل میں ہمارے district council میں labour کے لئے، President کے لئے عورتوں کے لئے وہاں ریزرو سیٹس ہیں سماجی طور پر ان پسماندگیوں کی وجہ سے لیکن وہ reserve seats کس کے ہاتھوں ہیں۔ ایک مزدور اپنی open seat میں بھی contest کر سکتا ہے اور ساتھ ہی بعد میں اس کے لئے پھر reserve seat بھی۔ ایک president ایک open seat میں بھی contest کر سکتا ہے اور اس کے باہر اس کے لئے reserve seat بھی ہے۔ اسی طرح عورتیں ہیں۔ تو ان کی پسماندگی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کو آپ بہانہ بنا کر joint electorate کو ختم کریں۔ اور joint electorate کے معنی جناب والا، separate electorate کے معنی ہیں کہ they are not from this country. وہ اس ملک کے نہیں ہیں۔ وہ اس nation کے نہیں ہیں۔ جس nation کی یہاں definition ہو رہی ہے کہ یہ ایک ملک ہے اور یہ ایک national ہے۔ اس کے معانی یہ ہیں، آپ ذرا پوچھیں بھی۔ یہاں ہمارے بزرگ کہہ لیتے ہیں کہ یہاں ہم نے minorities کے لئے ایسے اچھے اچھے کام کئے ہیں۔ لیکن minority کو ہم نے ایک بات دی ہے۔ سب سے پہلے بات یہ ہے کہ آپ ہم میں سے نہیں ہیں۔

<u>میڈم ڈپٹی چیئرمین</u>: مندوخیل صاحب آپ بل کے principle تک اگر اس بحث کو محدود رکھیں کیونکہ ٹائم بہت کم ہے۔

<u>جناب عبدالرحیم خان مندوخیل</u>: جناب والا یہ principles کا مسئلہ ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ separate electorate آپ کی ایسی constituency ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ اس ملک سے نہیں ہیں۔ آپ بالکل علیحدہ لوگ ہیں۔ اس کے بعد آپ جو

بھی ان کو security دیں گے جیسے کہ ہمارے دوستوں نے کہا اور صحیح کہا کہ ہم لوگ یہاں کہتے ہیں، detail میں میں نہیں جاؤں گا۔ جی ان پہ یہ بھی نہیں ہے۔ یعنی ان پر زکوٰۃ بھی نہیں ہے، ان پر فوج میں حصہ بھی نہیں ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن جناب والا اس کے یہ معنی ہیں ذرا آپ سے پوچھیں۔ وہ آپ کو کہیں گے بلکہ مجھ سے پوچھیں کسی اور آدمی سے پوچھیں وہ آپ کو کہے گا کہ میں فوج میں بھی جاؤں گا دوسری duties بھی لوں گا۔ لیکن مجھے equal حساب دو۔ مجھ سے tax بھی لے لو، مجھ سے سب کچھ لے لو لیکن مجھے غیر مساوی حیثیت مت دو۔ مجھے second درجے کا citizen تسلیم مت کرو۔ یہ اصل بنیادی بات ہے۔ تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جناب والا یہ بذات خود جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ حقوق ہم نے minorities کو دیئے ہیں لیکن minorities کو جب آپ separate electorate میں رکھیں گے تو اس کے معنے ہیں کہ وہ اس ملک کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں ہمارے بزرگ دوست نیازی صاحب نے یہ بھی فرمایا.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ repeat نہ کریں جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں جناب میرا مطلب ہے یہ فکر کہ اسے علیحدہ chamber دے دو یہ تو اس سے زیادہ توہین آمیز بات ہے۔ اس میں یہ بات ہے کہ آپ ان کو اس ملک میں assembled ہونے کا موقع دیں۔ ان لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع دیں تو ان کا interest اس ملک کا ہوگا اور اگر آپ ان کو separate کر کے رکھیں گے تو وہ اس کا حصہ نہیں بنیں گے۔ شکریہ جناب۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی عبداللہ شاہ صاحب۔ اگر ذرا محدود رکھیں تو مہربانی ہوگی۔

سیّد عبداللہ شاہ: کسی ممبر کو تو.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نہیں میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ میں کہتی ہوں آپ لوگ خود سوچیں کہ اس طرح پھر business میں۔

سیّد عبداللہ شاہ: نہیں میں زیادہ بات نہیں کروں گا۔ میں یحییٰ بختیار صاحب کی اس دستوری amendment کی حمایت کرتا ہوں۔ میرا argument اس میں یہ ہے کہ یہ کہنا کہ ہم مسلمان ہیں، ایک قوم ہیں اس لئے ہمارے لیئے separate electorate ضروری ہے یہ درست نہیں ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کی کئی speeches کا حوالہ دیا گیا ہے کہ انہوں نے یہ فرمایا۔ وہ فرمایا میرے پاس وہ کتابیں نہیں ہیں لیکن ایک speech جو مجھے پوری طرح یاد نہیں ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا۔ After Pakistan was made. Now Hindues will cease to be Hindues and Muslim will be ceased to be Muslims, not in the religious sense but in the political sense. What is mean by that ? یہ ان کے الفاظ تھے۔ بات یہ ہے کہ ہم یہاں پر اقلیتوں کو قوم سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں دوستوں سے کہ کیا وہ پاکستان کے national نہیں ہیں۔ اور اگر پاکستان کے nationals ہیں تو کیا ان کے دستوری حقوق نہیں ہیں؟ ان کے لئے قوانین aegis نہیں ہونے چاہئیں۔ آپ کا Article 25 کیا کہتا ہے Laws will be same for all the citizens of Pakistan. یہاں پر آپ نے ان کے لئے یہ الگ treatment کیوں رکھی ہے؟ اب اس میں مشکلات یہ ہیں یہ غلط بات ہے کہ جی وہ کیسے اسمبلیوں میں پہنچیں گے وہ اب بھی آئیں گے اگر joint electorate ہو گا تو ہمارے پاس party system ہے۔ اگر ہم ان کو General election میں اجازت دیں گے۔ اگر پارٹی کسی christian کو کسی ہندو کو ٹکٹ دے دیتی ہے تو پارٹی کی بنیاد پر وہ منتخب ہو جائے گا اس میں کوئی دقت نہیں ہے۔ محترمہ یہ جو ترمیم تھی۔ جیسے کہا گیا ہے کہ ایک dictator نے introduce کیا۔ مہربانی کر کے دیکھیں۔ اس دور میں قوم کو صرف طبقوں حصوں میں بانٹا کوئی unity پیدا نہیں کرائی۔ اس میں separate electorate تھا۔ اس میں مذہب کی بنیاد

پر جماعتیں۔ اس میں مذہب کی بنیاد پر نفرتیں۔ یہ ساری divide and rule والی پالیسی تھی۔ اور اس میں ہمارے پاکستان، ہماری قوم کی کوئی خدمت نہیں ہوئی ہے میں جب سندھ اسمبلی میں speaker تھا وہاں ہندو ہمارے اراکین تھے۔ انہوں نے وہاں مطالبہ کیا تھا کہ joint electorate ہونا چاہئے۔ اور اگر میرا حافظہ درست کام کرتا ہے تو غالباً وہاں سندھ اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی تھی کہ ہم مرکزی حکومت کو recommend کرتے ہیں کہ آئین میں ترمیم کر کے joint electorate واپس کر دی جائے۔ لیکن چونکہ ہمارے زمانے میں جب ہماری پارٹی حکومت میں تھی، ہمارے پاس دو تہائی اکثریت نہیں تھی۔ اور ہم کوئی آئینی ترمیم نہیں کر سکتے تھے۔ تو یہ جو اس وقت جنرل ضیاء الحق نے انٹروڈیوس کیا تھا یہ کوئی مفید تجویز نہیں ہے۔ آپ کو قوم کو متحد کرنا ہے۔ آپکو ہر ایک شہری کو عزت کا احساس دلانا ہے کہ تم پاکستانی ہو پاکستان کا حصہ ہو تمہارا مذہب چاہے کچھ بھی ہو تمہاری قومیت چاہے کچھ بھی ہو۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو یہ قوم منتشر ہو گی متحد نہیں ہو گی یہ کوئی اسلام و شریعت کے خلاف بات نہیں ہے۔ یہاں تو ایسے بھی مطالبے آتے رہتے ہیں کہ جی حساس اداروں سے ہندو کو قادیانی کو نکالو۔ اب کیا کر رہے ہیں۔ یہ پاکستان کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کو وہ رکھتے ہیں چیف جسٹس۔ وہ رکھتے ہیں پریذیڈنٹ بنا کر۔ وہ فوج میں بھرتی کرتے ہیں۔ یہاں آپ کیوں نہیں کرتے ہیں۔ یہ تو آپ ان کو احساس محرومی دیتے ہیں۔ آپ انہیں اپنائیت سے نکال رہے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ ترمیم منظور کی جائے۔ انہیں ایک جیسا شہری منتخب کیا جائے۔ اور پھر تکلیف بہت بڑی ان کے لئے یہ ہے کہ سارا پاکستان قومی اسمبلی کا حلقہ ہے۔ سارا صوبہ صوبائی اسمبلی کا حلقہ انتخاب ہے۔ اب میرے حلقے میں بھی ہندو بستے ہیں۔ اب ان کا ایم پی اے جو منتخب ہوتا ہے وہ ہوتا ہے تھرپارکر کا۔ اب آپ مجھے بتائیے کہ وہ اس کے پاس کیسے پہنچے گا۔ وہ تو اسے

جانتا بھی نہیں ہے کہ میرا نمائندہ کون ہے۔ لیکن جب وہ ڈائریکٹ الیکشنز میں آجائیں گے تو اپنے حلقے میں جو بھی آدمی منتخب ہوں گے چاہے وہ مسلمان ہوں یا ہندو ہوں یا عیسائی ہوں ان کے ساتھ سیدھا بات بھی کر سکتے ہیں ان سے اپنے حقوق بھی طلب کر سکتے ہیں۔ اور یہ بہت ان کی expensive election ہے۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ سستا ہونا چاہئے لیکن یہ کیسے کر سکتے ہیں۔ مجھے خود سمجھ نہیں آرہی ہے۔ اگر میرے لئے پورا پاکستان ایک حلقہ بن جائے تو I will simply not contest election مہربانی آپ کی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔ جناب محمد علی ہوتی۔

جناب محمد علی خان: محترمہ چیئرمین صاحبہ، میرے بھائی leader of the opposition نے آئین میں ایک ایسی ترمیم پیش کی ہے جس کے لئے ہمیں تاریخ کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ محترمہ تقسیم ہند سے قبل پنڈت نہرو نے ہندوستان میں ایک اعلان کیا تھا کہ ہندوستان میں صرف دو طاقتیں ہیں۔ ایک Indian National Congress اور ایک انگریز۔ مسلم لیگ کی ہائی کمان نے اس کے جواب میں اعلان کیا کہ برصغیر میں تین طاقتیں ہیں۔ انگریز Indian National Congress which is dominate by the Hindu majority and the Muslim nation اس کے برعکس جمیعت علمائے ہند جن کا اس وقت تعلق Indian National Congress کے ساتھ تھا۔ بلکہ ان کے کچھ ممبر بھی ان کی working committee کے ممبر ہوا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک مولوی نے اعلان کیا کہ قائداعظم کا یہ اعلان بالکل غلط ہے۔ ہندوستان میں صرف ایک قوم ہے۔ یہاں متحدہ قومیت ہے کیونکہ اقوام اوطان سے بنتی ہیں۔ محترم ظفر علی خان مرحوم نے ان کو صرف ایک شعر میں جواب دیا۔ جو کہ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہا ہے اور وہ یہ کہ

؎ کانگریسی مولوی کو کیا پوچھتے ہو کیا ہے
گاندھی کی پالیسی کا عربی میں ترجمہ ہے

اس کے بعد وہ مولوی خاموش ہو گیا۔ جناب والا ہم سب کو یہ معلوم ہے کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اور جب ہم نے اعلان کیا کہ بر صغیر میں دو قومیں آباد ہیں ان میں کوئی ایسی چیز نہیں جو کہ مشترکہ ہو۔ اگر آپ تاریخ دیکھیں تو ان کی تاریخ علیحدہ ان کی تہذیب علیحدہ ان کا تمدن جدا ان کا رہن سہن، کھانے پینے، لباس کا طریقہ اور ان کا مذہب سب علیحدہ ہے۔ لہٰذا اس وقت یہ کہا گیا اور انہوں نے یہ سوچا اس بات پر کہ اگر ہم یہاں مخلوط انتخابات کرائیں گے تو موجودہ وقت میں تو ہم کاغذ پر اقلیت ہیں۔ ہم اسمبلیوں میں ہر گز نہیں جا سکیں گے اور صرف وہی لوگ اسمبلیوں کے ممبر بن سکیں گے جو Indian National Congress کا ساتھ دیں گے۔ لہٰذا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس ملک میں دو قومیں آباد اور ہمیں مخلوط انتخابات نہیں چاہئیں بلکہ جداگانہ انتخابات۔ یہ نظریہ پاکستان کا ایک بنیادی عنصر ہے۔ اور یہ درست ہے کہ پاکستان بننے کے بعد قائداعظم نے چند ایسے اعلانات بھی کیئے کہ اب یہ مشترکہ ملک ہے اب جتنی بھی اقلیتیں ہیں وہ اسے اپنا ملک تصور کریں اور ان کے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کی اکثریت کے ہیں۔ اور آج تک ہم اسی پر چلے آرہے ہیں۔ بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں اقلیت ایک مقدس امانت ہوا کرتی ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج تک پاکستان نے اس مقدس امانت کو برقرار رکھا ہے۔ جس کے برعکس ہندوستان میں ہزارہا مذہبی جھگڑے ہوئے ہیں۔ communal riots ہوتے ہیں اور آج تک ہو رہے ہیں۔ جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے۔ جن مسلمانوں کے ساتھ ہماری ملاقات بیرون ملک ہوا کرتی ہے تو محترمہ، ان کی حالت قابل رحم ہے۔ لیکن خیر میں اس مضمون سے اس طرف نہیں جانا چاہتا۔ صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک اقلیتوں کا تعلق ہے ان کی مکمل حفاظت کی گئی ہے۔ اور جداگانہ انتخابات اس لئے ان کے لئے کئے گئے ہیں کہ ان کو ان کے حقوق مل کر رہیں اور اگر بفرضِ محال ان

کی نشستیں بھی مخصوص ہو جائیں اور پھر مشترکہ یعنی مخلوط انتخاب ہو تو وہ اپنی اقلیتوں کے نمائندے نہیں رہیں گے وہ اکثریتی پارٹی کے نمائندے تصور کئے جائیں گے۔ دوسری بات۔ صرف ایک چیز، جس پر آج کل اعتراض کیا جارہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کے حلقے منتشر ہیں۔ یقیناً یہ غلطی ہے۔ اس پر حکومت کو چاہئے کہ اس پر سوچے۔ اور ان کی compacts constituencies بنائے۔ تاکہ ان کو Election میں آسانی ہو۔ اور اگر بفرضِ محال ہم مخلوط انتخاب کرائیں گے تو پھر ان میں مشکلات ہوں گی اور duplicity ہو گی یعنی دو دفعہ لوگوں نے ووٹ ڈالنا ہو گا۔ تو مشکلات ہی مشکلات ہوں گی اور پھر اس نظریئے سے انحراف بھی ہو گا اور کم از کم خود جو اپنے آپ کو اپنے leaer of the opposition جو کہ میرے بزرگ اور بڑے بھائی ہیں ان کا ایک شاگرد تصور کرتا ہوں کم از کم میں As a freedom fighter اپنے ان قائدین کے راستے سے انحراف کبھی نہیں کروں گا اور یہی دعا ہے میری کیوں کہ میں ان کو نصیحت نہیں کر سکتا as a younger صرف ان کے حق میں یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس راہ راست سے انحراف نہ کریں جس پر ایک زمانے میں ان کے قائدین نے ان کو ڈالا تھا و آخر دعونا ان الحمد اللہ رب العالمین۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جناب شہزاد گل۔

جناب شہزاد گل: محترمہ جناب یحییٰ بختیار صاحب صاحب نے جو آج ایک آئینی ترمیم کا بل پیش کیا ہے یہ بہت اہم بل ہے اور یقیناً بہت سوچ بچار کے بعد اس ملک کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر یہ بل پیش کیا ہے اور ایوان کے سامنے لایا ہے اور باتوں کے علاوہ پہلے تو میں اس بل کی حمایت کروں گا اور اس کی حمایت میں جو دلائل میں دیتا ہوں ان کو میں ایوان کے سامنے لاتا ہوں قائداعظم کی کافی تقاریر کا حوالہ دیا گیا وہ جتنی تقاریر کا حوالہ

دیا گیا وہ اس وقت کی تقاریر ہیں جب کہ تقسیم ہند نہیں ہوئی تھی ملک پاکستان نہیں بنا تھا اس وقت قائداعظم کا یہی نظریہ تھا کہ مشترکہ ہندوستان میں دو قومیں ہیں ہندو ہیں اور مسلمان ہیں اور اسی پر انہوں نے دو قومی نظریہ پیش کیا تھا اور اسی کی بنیاد پر انہوں نے پاکستان کا مطالبہ مسلم لیگ نے پیش کیا تھا پاکستان بنا بات یہ ہے کہ آیا دو قومی نظریئے کی بنیاد پر ہندوستان تقسیم ہوا یا دو قومی نظریئے کی بنیاد پر مسلمانوں کی تقسیم ہوئی مسلمان تقسیم ہوئے اسی بنیاد پر ہندوستان تقسیم نہیں ہوا ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان تھے ۶ کروڑ مسلمان پاکستان میں آگئے اور ۴ کروڑ مسلمان ہندوستان میں رہ گئے ان چار کروڑ مسلمانوں کا ان چھ کروڑ مسلمانوں نے پاکستان کے حکمرانوں نے ان کے لئے کچھ بھی نہیں کیا اور آج یعنی پاکستان میں مہاجروں کا جو یہاں پر سلسلہ ہے مہاجر جو اپنے آپ کو ایک قومیت بنانے کے لئے یا ایک قومیت ظاہر کرنے کے لئے یہاں پر بسے ہیں اور یہاں پر وہ جدوجد کر رہے ہیں یہ کون لوگ ہیں یہ وہی پسماندہ مصیبت زدہ وہاں سے نکالے گئے وہاں سے پٹے ہوئے، لٹے ہوئے لوگ یہاں پر آئے اور انہوں نے یہاں پر یعنی وہ مہاجر بنے یہ الگ بات ہے کہ ہم مہاجروں کو ایک الگ قومیت تسلیم نہیں کرتے یہ میری پارٹی کا ایک اصولی مؤقف ہے وہ الگ بات ہے لیکن وہاں پر جو ۴ کروڑ مسلمان رہ گئے تھے وہ یہاں پر آئے اور ان کے ساتھ جتنی زیادتیاں ہوئیں ان کا ہم نے کوئی مداوا نہیں کیا کوئی انتظام نہیں کیا تھا پاکستان بنا تو پاکستان بننے کے بعد یعنی جس طرح عبداللہ شاہ صاحب نے قائداعظم کی ایک تقریر کا حوالہ دیا، ان کو یہ احساس صرف اپنے ایک ملک کے طور پر پاکستان کے حکمران کے طور Father of the Nation کے طور پر پاکستان کے، ان کو پھر یہ احساس ہوا کہ اگر یہی discrimination یہی قومیتوں کا مسئلہ، یہی غیر مسلم اور مسلم کا مسئلہ پاکستان میں بھی جاری رہا تو یہاں پر بھی ان فسادات کا خاتمہ نہیں ہوگا اس وجہ سے انہوں نے ۱۲ اگست

۱۹۴۷ء کو یہی کہا کہ آج کے بعد پاکستان میں نہ کوئی ہندو ہندو ہو گا نہ مسلمان مسلمان ہو گا اور ہم ایک پاکستانی کی حیثیت سے اس ملک کو بنائیں گے اس ملک کو آباد کریں گے اور اس ملک کے شہری ہوں گے یہی وہ اعلان تھا اس کو اگر کوئی سیکولر نظریہ کہے یا کوئی انہوں نے discrimination ختم کرنے کے لئے ایک نظریہ پیش کیا یہی قائداعظم کا نظریہ تھا اور اسی کی بنیاد پر وہ اپنی زندگی میں یہی حکومت چلاتے رہے جوگندر ناتھ منڈل کو جو ایک غیر مسلم تھا اس کو مرکزی کابینہ میں شامل کیا وہ ہندو تھا اس کا تو حق نہیں تھا مسلم لیگی بھی نہیں تو یہی ہے کہ انہوں نے اس وقت یہی کیا لیکن یہ ہے کہ حکمرانوں نے اس سارے وقت میں اپنے مخالفین کے خلاف سیاسی کارروائیاں جاری رکھنے کے لئے دو قومی نظریئے کی کوئی تشریح کوئی وضاحت کسی آئین میں کسی آئین میں کسی قانون میں نہیں کی اور نہ ہی نظریہ پاکستان کی کہ نظریہ پاکستان کیا ہے آج تک کسی قانون میں کسی آئین میں نظریہ پاکستان کی کوئی وضاحت نہیں ہے کہ نظریہ پاکستان کیا ہے کوئی بھی مخالف ہو اس کو کیا جاتا ہے کہ نظریہ پاکستان کے خلاف ہے اس کو پکڑو اس کے خلاف کیس کرو بھئی نظریہ پاکستان کے متعلق یعنی میں نے نظریہ پاکستان کے خلاف کیا کیا ہے تو جناب والا جیسا کہ میرے دوست نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا کہ اقلیتیں چاہتی ہیں کہ وہ پاکستانی بنیں ہم ان کو پاکستانی تصور کریں وہ پاکستان کی آبادی خوشحالی ترقی میں بھرپور حصہ لیں وہ اپنے آپ کو پاکستانی تصور کرتے ہیں لیکن ہم ان کو اپنے سے الگ رکھتے ہیں کہ نہیں تم غیر مسلم ہو تمہارا کوئی حق نہیں تمہارا ہمارے ساتھ کوئی اشتراک نہیں تمہارا ہمارے ساتھ کوئی ووٹ کا حق نہیں تو dicrimination یہی ہے کہ ہم جس طرح قائداعظم نے کہا تھا کہ بجائے اس کے کہ جس طرح قائداعظم نے کہا تھا پاکستانی قوم بنانے کے بجائے پاکستانی قوم کو منتشر کرنے پر لگے ہوئے ہیں ابھی تک اور اسی انتشار.....

چوہدری عبدالغفور: point of order میں صرف اس حد تک مداخلت کر رہا ہوں کہ جب Private Members Bill move ہوتا ہے اور اس کو پیش کرنے کی اجازت کے ساتھ جو mover ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: وہ آپ نے اجازت دی۔

چوہدری عبدالغفور: میری بات سنیں وہ پیش کرتا ہے اور اس کو oppose کیا جاتا ہے تو اس کے تحت رول بڑا simple سا ہے کہ ایک short statement دینی ہوتی ہے وہ دے دیں وہ بھی اگر چیئرمین اجازت دے even the mover یہ جو لمبی چوڑی بحث ایوان میں شروع ہو گئی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: چوہدری صاحب یہ آپ نے اجازت دی.....

چوہدری عبدالغفور: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رانا چندر سنگھ کا حق ہے کہ ان کو سن لیں لیکن میں آپ کی توجہ دلاؤں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شہزاد گل صاحب تشریف رکھیں۔

چوہدری عبدالغفور: میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔ According to Rule 83(3). If a motion for leave to introduce the Bill is opposed the Chairman after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and the Minister opposing it, may without further debate put the question. اب میں نہیں چاہتا کہ ممبر صاحبان کو روکا جائے کہ اس پر اظہار خیال نہ کریں لیکن یہ تو ایسے Bill presume کر لیا گیا ہے کہ بل پر بحث ہو رہی ہے short statement.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: میں سب سے درخواست کر رہی ہوں کہ آپ صرف بل پر بحث کریں۔

چوہدری عبدالغفور: وہ بھی میڈم چیئرمین وہ بھی صرف the mover and the Minister opposing him. باقی کے لئے آپ نے اجازت دے دی ہے تو اب ان کو سن لیں اور رانا چندر سنگھ کو سن لیں اور مجھے سن لیں اور اس کے بعد ختم کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شہزادہ گل صاحب آپ ختم کریں آپ نے تو ساری ہسٹری بتا دی۔

جناب شہزاد گل: جناب والا بات یہ ہے کہ جس طرح بعض دوستوں نے فرمایا ہے میں پروفیسر صاحب کی اس دلیل کو challenge کرتا ہوں کہ Constitution draft 1853 میں تھا ۱۹۴۵ء میں ایک ہوا تھا اس میں یہی تھا کہ مخلوط طریقہ انتخاب ہو گا ۱۹۵۳ء کے Constitutional Draft میں تھا کہ پاکستان میں مخلوط طریقہ انتخاب ہو گا اسی طرح ۱۹۵۶ء میں جس طرح انہوں نے پڑھا بھی مخلوط طریقہ انتخاب تھا ۱۹۶۲ء میں تو صدارتی نظام حکومت آ گیا پھر ۱۹۷۳ء میں جماعت اسلامی کے ساری پارٹیوں کے یعنی پروفیسر غفور احمد صاحب Constitution Committee کے ممبر تھے اس پر ساری پارٹیوں کے دستخط تھے اور اسی مخلوط طریقہ انتخاب میں ساری پارٹیاں متفق ہو چکی تھیں یہ پھر جو بعد میں ترمیم آئی ہے یہ تو مارشل لاء کے دوران میں آئی اور یہ جو مشترکہ پاکستانی قومیت تھی اس کو پھر منتشر کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس لئے جو ترمیم یحییٰ صاحب نے لائی ہے وہ بہت اہم ہے اور اس کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنی چاہئے اس لئے میری گزارش ہے۔ اس سے پاکستان میں مختلف قومیتوں کے درمیان جو نفرتیں ابھر رہی ہیں اور جو آجکل چل رہی ہیں یہ نفرتیں بھی ختم ہو جائیں گی اور ملک انشاء اللہ ترقی اور خوشحالی کے راستے پر گامزن ہو گا تو تب ایک پاکستانی قومیت کے طور پر سوچیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جناب راجہ ظفر الحق بولنا چاہتے ہیں۔ اچھا رانا چندر سنگھ صاحب آپ بولیں۔

رانا چندر سنگھ: Chairperson صاحبہ مجھے موقع ملا ہے میں نے غور سے سنا ہے۔ اس وقت میں ایک عجیب position میں کھڑا ہوں ایک طرف سے گفتگو ہو رہی ہے غیر مسلم جو اس ملک میں رہتے ہیں جن کو اقلیت کہا جاتا ہے ان کے بارے میں دوسری طرف سے فیصلہ کرنے والی قوت اس House میں Hundred percent مسلمان ہے تو میں ایک individual حیثیت سے میں پوچھنا چاہتا ہوں آیا کوئی بھی ایسا فیصلہ ہو سکتا ہے جن کو ضرب لگے ان سے پوچھا ہی نہ جائے ان کی موجودگی ہی نہ ہو اور یہاں شعر و شاعری شروع ہو جائے۔ حکومت کی ایک رائے ہے دوسری طرف کی ایک رائے ہے تو مجھے اس وقت یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کوئی فیصلہ انصاف پر ہو گا چاہے وہ ہاں میں ہو چاہے وہ نہ میں ہو۔ دوسرا میں بہت کچھ سنتا آ رہا ہوں میرے دوست minister کو یہ کہہ دوں انہوں نے شروع میں فرمایا تھا میں اور محمد علی ہوتی صاحب ایک ہی سکول میں پڑھے ہیں وہاں یہ سبق تھا جب دو شخص ایک سکول میں پڑھنے والے بات کریں تو اس کی سنی نہیں جا رہی اس لئے وہ گفتگو کر رہے ہیں۔ مشکل سے مجھے اس وقت record کو straight رکھنا ہے Law Minister صاحب نے فرمایا کہ joint electorate میں کوئی بھی شخص اس ملک میں elect نہیں ہو سکتا یہ گناہگار یہاں موجود ہے اور آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہ میری کمزوری ہے جو میں آپ کی وساطت سے پوچھ رہا ہوں ایک بھی کوئی نر یہاں سے اٹھے اور کہے کہ میں چھ دفعہ elect ہوا ہوں نہیں تو یہ ملزم یہاں کھڑا ہے اس دیس میں آئین بنانا ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ ہوتا رہا ہے ہم نے ہر آئین کو سلام کیا ہے اس کو مانا ہے اس کے مطابق چلے ہیں اس ملک میں رہ کر اسی کے مطابق اسی سسٹم میں چاہے وہ joint electorate ہو جائے چاہے وہ علیحدہ electorate ہو ہم نے اس کو مانا ہے لیکن اس وقت Senate میں یہ ثبوت ہے کوئی بھی غیر مسلم elect ممبر موجود نہیں ہے اس کی حاضری یا

غیر حاضری کی بات میں نہیں کرتا لیکن سینٹ میں قطعاً ہے ہی نہیں؟ اس لئے میں سینیٹر نہیں ہوں اور میں اس وقت under Oath ہوں میں وچن بند ہوں اور اگر میں Oath چھوڑتا ہوں تو میں اس House میں آ نہیں سکتا اس لئے اگر ایسی کوئی گفتگو آئین کی ہو گی یہ ہاؤس اس وقت ترمیم کر نہیں سکتا وہ کرنے کا میدان اور ہے وہ نیشنل اسمبلی ہے اور اگر وہاں آیا تو.....

(Interruptions)

What I mean to say is, unless, the National Assembly does not amend the Constitution and only amend it here in the Senate its no amendment. This is what my Law Minister can clear me. This is what I want to say.

جناب منظور احمد لچکی: Point of order جناب National Assembly کوئی قانون پاس کر دے اور وہ سینٹ کے بغیر آگے نہیں چل سکتا بالکل اسی طرح exactly ہم کو یہ اختیار ہے ہم سینٹ سے کسی چیز کو پاس کریں اور وہ National Assembly جائے بالکل ایک ہی جیسا ہے یہ تو بات نہیں ہے کہ ہم کو اختیار نہیں ہے اور ہماری indentity کو چیلنج کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: بالکل صحیح ہے۔ شہزاد گل صاحب تشریف رکھیں۔ جناب رانا چندر سنگھ۔

رانا چند سنگھ: اصل میں میرا یہ point نہیں تھا آپ کو اختیار نہیں ہے میرا کہنے کا مقصد یہ تھا میں خود سینیٹر نہیں ہوں اگر یہ چیز National Assembly میں آتی یا اگر بھیج سکتے ہو تو وہاں میں گفتگو کر سکتا ہوں اس وقت میں پابند ہوں اور مجھے لائن وہی لینی ہے جو میری Government کی ہے کیونکہ میں under oath ہوں۔ دوسری بات جس system پر گفتگو ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ separate and joint میری leader of opposition

کو request ہے اور دوسرے دانشور جو اس بات پر گفتگو کر چکے ہیں یہ separate electorate نہیں ہے یہ بات درست نہیں ہے یہ separate into separate, into separate into separate یہ separate electorate تو ۵۶ء میں بھی تھا اس ملک میں پہلی election ۵۳ء میں ہوئی ہے اور وہ separate electorate سے ہوئی ہے۔ ۵۶ء میں election نہیں ہوئی۔ ۵۶ء میں تو one unit کی election ہوئی ہے دوبارہ اگر joint electorate system پر الیکشن ہوئی ہے تو وہ ۱۹۶۲ء میں ہوئی ہے ۶۵ء میں اور پھر ۱۹۷۰ء میں اور ۷۷ء میں۔ تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو تلوار لگائی گئی ہے بغیر پوچھے یہ referendum نہیں ہوا تھا میں اس وقت گفتگو اس موضوع پر نہیں کر رہا ہوں میں گفتگو کر رہا ہوں جو ہو چکا ہے۔ اس میں میری Government کا کوئی تعلق نہیں اس وقت Government تھی ہی نہیں۔ اگر separate electorate ہوتا تو بہت بہتر تھا اس situation میں آپ نے separate electorate کیا تو ہم وہاں مارشل لاء کے دور میں سنتے رہے کہ جماعت اسلامی اور دوسری جماعتوں نے جنرل صاحب کو یہ کہا ہے کہ ایک غیر مسلم کا ووٹ نہیں لینا چاہئے اور اس وقت زیادہ یہ سنا گیا تھا کیونکہ چیئرمین صاحبہ یہ تو بہت بڑی بزدلی ہو گی میں نے جو اس وقت سنا اور میں آج منسٹر کی حیثیت سے نہ کہوں اور ڈر جاؤں یہ تو بزدلی کی نشانی ہے اور اگر یہ ثابت ہو گیا کہ پاکستان کے اندر بزدل رہتے ہیں تو پھر میں رہ نہیں سکتا۔ تو اس وقت یہ کہا گیا کہ قادیانی کو ہٹانا ہے۔ کوئی قادیانی کا جھگڑا تھا، اس سے میرا کوئی تعلق نہیں کہ وہ کون ہے اور کیا ہے تو اس لئے ایک تو یہ system آنا چاہئے کہ separate کرو۔۔ ٹھیک ہے کر دو۔۔ لیکن separate into separate, into separate, into separate حالت یہ ہوئی کہ پارسی کو seat دی گئی اور وہ elect ہوا ہے ۱۳۶ ووٹوں پر اور ۱۳۶ ووٹ لے کر، جو میرے ایک گاؤں کی گلی میں ۱۳۶ ووٹ سے زیادہ ہیں، وہ یہاں

National Assembly کا یہاں member ہے اور قادیانی ۵۶ ووٹ لے کر یہاں آتا ہے اور پاکستان کی National Assembly میں بیٹھتا ہے اور آپ آتے ہیں ایک لاکھ ووٹ لے کر۔ یہ کہاں کی ریت ہے تو اس ملک میں ایسا ہوتا رہا ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں اور میں یہاں اٹھ کر کہہ دوں کہ میں separate کے favour میں ہوں، joint کے favour میں ہوں۔۔ ہو گا کیا۔ میرے کہنے سے اگر ہوتا ہے تو، تو میں کہہ سکتا ہوں تو اس کی بات یہ ہے کہ مجھے ایک شعر یاد آ گیا البتہ وہ ہے ہندی میں۔ بزرگ سمجھ سکتے ہیں۔

؎ کہ اگر ہو ایک دو، دس، بیس تو یوتھ کرنا ٹھیک ہے
لاکھوں لڑیں، ملیں ایک سے بولوں کہاں کی ریت ہے

واہ۔ واہ۔ واہ ڈیسک بجائے گئے

اب میں اپنا مؤقف یہاں کیا پیش کروں جو اس House کا member ہی نہیں ہوں اور میں یہ کہوں کہ میں تیس مار ہو کر منوالوں گا، یہ ممکن ہی نہیں اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ separate into separate, into separate پروفیسر خورشید صاحب کو مجبور کروں گا کہ کم از کم مجھ پر سے یہ مصیبت ٹالو، اگر یحییٰ بختیار صاحب اگر قبول نہیں کر سکتے ہو تو اسے چھوڑیئے لیکن یہ جو مصیبت ہے separate into separate, into separate مانا۔ یہ گدھا کون ہے۔ گھوڑا کون ہے۔ اونٹ کون ہے۔ یہ آپ کے بس کی بات نہیں ہے آپ مسلمان ہیں غیر مسلمان کو جدا کریں۔ آپ نے غلطی کی ہے کرتے رہیں کیوں کہ separate electorate کا مطلب کیا ہے۔

مجھے ہوتی صاحب نے کسی زمانے میں کہا تھا، میرے سے ان کی بڑی عمر نہیں ہے۔ کہ ہم separate caste ہیں اس لئے ہم غیر مسلم کا ووٹ نہیں لیں گے۔ یہ ٹھیک ہے جس کو اس ملک میں رہنا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں separate پر چلوں گا لیکن میرا ووٹ لیتے کیوں

ہو پھر۔ جب ضرورت پڑتی ہے حکومت کو M.N.A. اور M.P.A. کی تو ان کے دروازے نہیں chairperson۔ دروازے کے نیچے سے اوپر آجاتے ہیں جب کسی نے خود کو union council کا chairman elect کرانا ہے تو وہ بھاگ کر ان کے دروازوں پر جاتا ہے۔ اگر separate ہے تو ووٹ لیں ہی نہ، do not count my vote لیکن اس وقت چیئرمین صاحبہ صورت حال اور کچھ ہے separate into separate into separate should be out of and I cannot bear this pain very long.

(۲) constituency آپ بتایئے۔ میں تو مسلمان سے انصاف مانگ رہا ہوں میں تو نہ اس بل کی favour کر رہا ہوں نہ ہی اس بل کی مخالفت کر رہا ہوں کیونکہ میں اس position میں ہوں ہی نہیں میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں leader of the opposition کو کہ اگر آپ کو ہم میں اتنی دلچسپی ہو گئی ہے کہ ہمارے حقوق سارے چلے گئے اور ان کو آپ واپس دلانا چاہتے ہیں تو یہ مصیبت separate into separate جو ہے آپ اس مصیبت سے پروفیسر صاحب اور آپ، میری جان چھڑایئے U.S.A. کے صدر کے election، جو کہ President System ہے، اس میں ہے کہ پوری امریکہ کے لوگ ووٹ اس کو دیتے ہیں۔ میں اس حیثیت میں ادھر ہوں۔ پورے پاکستان کے اندر جہاں بھی غیر مسلم ہیں ان کے ووٹ مجھے ملنے ہیں، پورے پاکستان کا حلقہ بیٹھ کر ہمارے لئے بنادیا گیا، اب یہ مولویوں نے بنائی، جرنلوں نے بنائی یہاں پارٹی لیڈروں نے بنائی، ان کا مقصد یہ تھا..... جناب ہمارے ہاں سندھ میں کہتے ہیں "رولو" کتا۔ ایک تو پالا ہوا کتا ہوتا ہے اور دوسرا وہ ہوتا ہے جو کسی کے گھر جاتا ہے اور اسے کھانا ملتا ہے، یعنی بھٹکتا پھرتا ہے مجھے ووٹوں کے لئے چترال بھی جانا ہے پشاور بھی جانا ہے۔ election کے دوران میں پشار بھی گیا۔ میں نے بلور صاحب کو اس وقت فون کئے وہاں سے کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے اس علاقے میں ہندو رہتے ہیں اس لئے آپ ان کو کہیں کہ وہ مجھے ووٹ دیں۔ میں نے

نواز شریف صاحب کو کہا کہ آپ اپنے تمام ممبران کو کہیئے کہ وہ پورے پنجاب میں ڈھونڈیں کہ اگر کسی کے حلقہ میں ہندو ہیں تو انہیں کہیں کہ وہ مجھے ووٹ دیں۔ بلوچستان میں لسبیلہ سے جام صاحب نے مجھے بارہ سو ووٹ دلائے گھر بیٹھے ہوئے، یہ جام صاحب میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں جناب کوئی طریقہ ہوتا ہے۔۔ آپ نے اپنی majority کے بل بوتے پر دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ آپ کے ملک میں جو کمزور سے کمزور ہے اس پر تلوار پہلے چلاؤ گے۔ یہ آپ کی جرأت اور شجاعت کی نشانی ہے کہ مجھے تو آپ نے بھٹکا دیا پورے پاکستان میں اور خود لے بیٹھے دو تحصیلیں۔ اس کے باہر اگر اس کو بڑھاتے ہیں تو چیخ و پکار کرتے ہیں۔ یہ تو بات کرتے ہیں تاریخ کی محمد علی ہوتی صاحب۔ جناب چیئرمین صاحبہ، ان کی constituency آپ پورا پاکستان کر دیں تو میں دیکھ لوں گا کہ ان کا جیتنا کتنا آسان ہے تو اس لئے میں تو وزیر قانون صاحب کو یہ کہتا ہوں کہ اس طرح کی حلقہ بندیاں۔۔ اور separate into separate آپ نے اگر کر دیا۔ تو میں آپ کو تسلی دیتا ہوں کہ اس ملک میں جو غیر مسلم رہتے ہیں وہ یہ سمجھیں گے کہ مسلمانوں نے ہم سے انصاف کرنا شروع کر دیا ہے۔

حافظ حسین احمد: Point of order۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: میں محترمہ آپ کی ruling چاہوں گا کہ محترم تیکی بختیار صاحب نے ایک ترمیم پیش کی ہے اور وزیر نے اسے oppose کیا اور دوسرے وفاقی وزیر نے اس کی حمایت کی تو اس طرح اس کی قانونی position کیا ہو گی۔

ایک معزز رکن: نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔

حافظ حسین احمد: محترمہ، میں اس پر ruling چاہوں گا۔

جناب فتح محمد خان: Point of order.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ حافظ صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ فتح محمد خان صاحب۔

جناب فتح محمد خان: محترمہ، باقی تقریر تو رانا صاحب نے ٹھیک کی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کی تکلیف بھی جائز ہے ان کے ساتھ انصاف ہونا چاہئے۔ میں جو کہنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی چھ دفعہ منتخب ہوا ہے تو اٹھ کر بتا دے۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں سات دفعہ منتخب ہوا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

رانا چندر سنگھ: تو میں پھر آپ کو سلام کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: یحییٰ بختیار صاحب آپ پہلے بولیں گے یا چوہدری غفور صاحب۔

چوہدری عبدالغفور: یحییٰ بختیار صاحب کا right تو نہیں ہے وہ تو وہ پورا کر چکے ہیں۔ اب چونکہ آپ نے بے شمار speakers کو اجازت دی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ان سب کا جواب دینا ہے چونکہ وہ تو بول چکے ہیں۔

Mr. Yahya Bakhtiar: I am the mover let me say something which he said, I will very briefly.

چوہدری عبدالغفور: ویسے right تو ان کا ختم ہو چکا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: چلیں، پہلے ان کو بول لینے دیں اور پھر بعد میں آپ بات کر لیں جی۔

Mr. Yahya Bakhtiar : Madam I moved I said few words, he opposed that he gave his own reasons, he called them reasons, I said there are no reasons. But I want to submit something because I have the right. Madam the honourable Law Minister mixed up women

reserve seats with minorities. This is not relevant at all. Again and again it was said that the leaders of Pakistan, the Pakistan movement they said we will follow that, I bowed after that observations but who is not following it. I just simply said may be 10 repotles pothray for she sunset as it raid they got for him. Many reports came whatever they have said. But the ultimate result was that the Constituent Assembly, the Central Assembly adopted joint electorate in 1957 Mr. Chundrigar had to resign. He had to resign, he want to separate electorate, he was defeated on that issue. That was the national decision. Again Mohtrama Fatima Jinnah contested election against Ayub Khan. It was on joint electorate basis. She accepted it, she is Quaid-e-Azam's sister. Please do not tell me what is the history. Again it is Ayub Khan election, I mean General Yahya Khan Election which was considered to be the most fair election, was one man one vote. Hindus and Muslims all have the equal rights in that election, that again on that basis. 73 Constitution with all respect to Professor Khurshid, Professor Ghafoor Ahmed, Mr. Farooqi, they representing Jamaat-e-Islami in that Assembly and when vote was taken, nobody objected to joint electorate. That was again except 73. Why they say that we should follow on leaders, who is the leader, one military dictator come and he made separate electorate. He does not become a leader, he was the user but who wanted to entrench himself. For that purpose he wanted separate electorate. Madam many many points have been raised, I do not want to take your time. They said Quaid-e-Azam has said meet certain, go as a separate nation history and tradition or then artitecture feast a festival that is all that through before partition and when honourable member said Shahzad Gul and he practiced high court that when I was faced with hindu majority I said I am a separate nation I am not a minority, I have every right of self determination as a nation. But when Pakistan established the minorities were there, the hindus were there they say you are equal, you are my brother, you have all the right which right desired to be there I will not really deny to you. Please make distinction, do not misrepresent Quaid-e-Azam. I followed the Quaid-e-Azam you conveyed it to me all the citation which I cited but make after partition. Even then he never said the Musalmans and not Musalmans they had their culture. How can in a state where 90% of Muslims most of them will not be respected that even Ch. Muhammad Ali said and please read his book Emergence of Pakistan. He said you know we had a head of State a Muslim. He must a muslim he say cannot needed how can in a stake then 90% is of muslims they will choose

the hindus and as Maulana Niazi said that under Islamic tradition if a just ruler could be hindu I will accept that to a unjust muslim. So please face everyone give equal right everyone. This is wrong to say that we want separate electorate because Quaid-e-Azam said Quaid-e-Azam never said that after partition not one statement could be find. Again and again repeated all are equal, equal citizens equal rights. Madam, I was told I heard Rana Sahib's speech I was moved he was a very courageous man and they said we will find out the ways for Rana Sahib. We said why can't you see whole of Pakistan. Is we find away what either going to say some small tharparker constituency under 36 you cannot do it. There are one lac hindus 120,000 hindus in Pakistan for them you get one seat out of them you will have that. So this is not the way to treat minority. If there are joint electorate do not be afraid, do not be afraid but be fair to them and as far the question was there will be two votes what happened in 73 Constitution what happened in 1970 where elections were held. That is not a point there joint election taken they have the right to contest election in internal seats and the reserve seats were also there. So with these few words I would respectfully say that please when they said my ballot box Professor Sahib said will not be join the hindu that are prepartition meddival majority. Congress party offered to Quaid-e-Azam, Mahatma Gandhi himself offered you become the Prime Minister in United India. He say yes I will become Prime Minister but brother will be he said then become Prime Minister. He said yes brother Jinnah will have one vote brother Gandhi will have 3 votes and throw me out I do not want to be your Prime Minister, I want the Prime Minister of my own country. After partition then he suggest hindus will be treated equally and I have made that question please do not give them complex. No question are separate, no question are separate chambers. Madam I do not want to take your time it is a very very difficult subject and very interesting subject in the Constitution of Pakistan and Constitution of America where the provision of equality equal protection of law equal treatment of law. In America at one time the blacks were treated separately as inferior people then the supreme court made a ruling that they can also travel in a similar train the same facilities but separate compartments. Separate compartments for them blacks they will not sit together with the white.

Now the Supreme Court have said no that will give to an inferiority complex, you can't give the separate and equals so these

things they were telling me today have separate chamber for them. So I will say that this is a Bill in the interest of the country in the interest of justice and the minorities wantage, what they wanted we must give them. Pre-partition we did wanted so we had that. Thank you very much.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جناب چوہدری عبدالغفور Minister for Law conclude کریں جی۔

چوہدری عبدالغفور: جناب چیئرمین شکریہ کہ مجھے موقع ملا کہ مختلف حضرات نے جو نکات اٹھائے میں ان کا جواب دے سکوں۔ میں بہت مختصر الفاظ میں اگر summary پیش کروں تو یہ ہے کہ تاثر یہ دیا جارہا ہے کہ گویا موجودہ system یا علیحدہ انتخاب سے جو اقلیت ہے وہ equally treat نہیں ہو رہے ان کے حقوق غصب کئے جارہے ہیں ان کو ایک train میں سفر نہیں کرنے دیا جارہا۔ ان کو ایک جگہ بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے they are being treated as blacks جس طرح کی وجوہات دی گئیں مجھے افسوس ہے کہ کسی جگہ بھی آئین کے کسی حصے میں یا کسی جگہ بھی کوئی ایسا فعل موجود نہیں ہے موجودہ پاکستان میں ہی نہیں بلکہ پاکستان کی creations کے بعد میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ پاکستان میں جو اقلیتوں کو حقوق دیئے گئے جس طرح ان کو grant seats کر کے ان کو اسمبلیوں میں لایا گیا یہ میرے اس بات کی کہ اس وقت 136 ووٹوں والے آدمی کو بھی مسلمانوں نے قومی اسمبلی میں بیٹھنے کا حق دیا تاکہ چھوٹی سی چھوٹی اقلیت جو 136 ووٹوں کی ہے اس کی آواز بھی اسمبلی میں موجود ہو اور اگر ان کے استدلال پر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو مجھے بتائیں کہ صرف 136 ووٹوں والا بھی نہیں صرف ایک لاکھ سینتیس ہزار والا بھی مشکل میں ہے کہ وہ کسی طور پر رانا چندر سنگھ صاحب کا احترام کرتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ اس کا record نکال کر کے دیکھیں میں نے اس exception کیسا تھ speech شروع کی تھی کہ

ماسوائے محدود سے چند لوگوں کے کوئی آدمی joint elected کے تحت اگر یہ one man one vote ہو تو کوئی ایک آدمی اقلیت سے نہیں آتا سوائے محدود سے چند لوگوں کے، اور ان میں رانا چندر سنگھ صاحب آتے ہیں میرا خیال ہے آسکتے ہیں۔ اسلئے یہ کہنا کہ ان کو بالکل ignore کیا گیا وہ چھ دفعہ آئے ہیں تو میں احترام کرتے ہوئے یہ بات کہوں گا کہ ان کو تو پہلے ہی ان کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے میں نے یہ بات کہی ہے۔ لیکن اس بات کے لئے کہ آج ہندوستان میں کتنے کروڑ مسلمان موجود ہیں مجھے بتائیں کہ جتنے اقلیت کے ممبر ہماری National Assembly میں بیٹھے ہیں اتنے مجھے مسلمان دکھائیں جو ہندوستان کی اسمبلی میں بیٹھے ہوں۔ مجھے بتائیں کہ کتنے ممبر وہاں بیٹھے ہیں۔ جو joint elected کی بنیاد پر ہمیں کہتے ہیں کہ نفرتیں دور ہوں گی اس سے oppressionness دور ہو گی اس سے غصب شدہ حقوق بحال ہوں گے اس سے مساوی سلوک ہو گا مجھے ہندوستان میں وہ مساوی سلوک دکھائیں کہ اس joint elected کی بنیاد پر 10 کروڑ سے بھی زیادہ مسلمان ہونے کی بنا پر ایک کروڑ کی ووٹ لے کر بھی ایک سیٹ وہاں نہیں ملتی اور جناب والا! 136 ووٹ والے کو ہم نے قومی اسمبلی میں سیٹ دی ہے۔ تو یہ کیا ان کو اقلیت کے حقوق کو اعلیٰ اور فوقیت دی گئی ہے یا ان کو oppress کیا گیا ہے یا ان کو dictress depress کیا گیا ہے یہ کونسا استدلال ہے کہ ہمارا system جو ہے ان کو ہم نے علیحدہ خانے میں بند کر دیا ہے ان کو علیحدہ ٹرینوں میں بند کر دیا ہے اور میں یہ بھی چیلنج کرتا ہوں کہ ہمارے پاکستان میں مجھے ایک ہندو مسلم riot دکھائیں اس نوعیت کا جو وہاں روز daily جن کا ایک معمول بن چکا ہے کہ وہاں ہر گلی میں ہر محلے میں مسلمانوں کو ذبح کیا جاتا ہے وہاں ان کو ہراساں کیا جاتا ہے ان کی عبادت گاہ میں مداخلت کی جاتی ہے ان کی مسجدیں گرائی جاتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ کسی پچھلی صدی میں مندر رہا ہے یہ کہاں مسلمانوں کے دور میں ہوا ہے یا پاکستان میں کس جگہ میں یہ بات ہوئی

ہے کہ یہاں ایسی بات ہوئی ہے کہ ان کے حقوق غصب کئے گئے ہیں میں 1973ء کا اصل دستور، میں ضیاء الحق کے اس ترمیم کو نہیں مانتا میں کہتا ہوں کہ اس کو علیحدہ رکھ دیں لیکن میں ان کے اپنے دستور کی بات کرتا ہوں کہ جب fundamental rights ان کے grant کئے تو اس وقت ان کو خیال نہیں تھا؟ یہ Article 20 دستور کا آپ دیکھیں جناب اس لئے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ subject to law-subject to law public order and morality. اس کے تحت یہ انکا دستور ہے جو انہوں نے ۱۹۷۳ء میں میرے فاضل دوست senior most member and most respectable member in the Senate. یہ ان کا subject to law, public order and morality, every citizen shall have the right to profess, practice and propagate his religion; and every religious denomination and every sect thereof shall have the right to establish maintain and manage its religious institutions. اور پورے fundamental rights میں یہ آزادی دی گئی کہ ہر مذہب کا ہر فرد اپنے مذہب پر اپنا اعتقاد برقرار رکھتے ہوئے اپنے مندروں میں، اپنی مسجدوں میں، اپنے گردواروں میں، اپنے religion کے مطابق زندگی گزارے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کون سا ایسا قانون بنایا گیا ہے جس کے تحت ہم نے یہ fundamental rights واپس لئے ہیں۔ کون سا ایسا اس کے علاوہ قانون ہے اور مجھے یہ کہا گیا ہے کہ جناب قائداعظم نے creation of Pakistan سے پہلے تو separate electorate کی بات کی، یہ ان کے منشور کا حصہ تھا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور انہوں نے اپنا ملک حاصل کیا۔ لیکن بعد میں اس کو تبدیل کرنے میں مجھے ان کی ایک speech دکھادیں کہ انہوں نے بعد میں اپنے اس مؤقف سے دستبرداری کی۔ اب رہ گئی بات equality of rights کی۔ domination of Hindues, denomination of

minority. مجھے بتائیں کہ موجودہ system سے domination کہاں ہوئی۔ (مداخلت)
Sir, I have the right to reply to the میں جواب دے رہا ہوں آپ کی باتوں کا۔
points raised in the House. I have the right to reply each point. میں اس
کے لئے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ اگر objective resolution کی بات سن لیں۔ اس
کا حصہ بنایا گیا ہے۔ جس کی بات پروفیسر خورشید صاحب نے بھی کی متفقہ طور پر علمائے
objective resolution which is among the substantive part کرام نے اپنے
of the Constitution. اس میں بھی صفحہ دو پر جو اس کا preamle ہے اس کے صفحہ دو پر
where shall be guaranteed fundamental rights, including equality of
status, of opportunity and before law, social, economic and political
justice, and freedom of thought, expression, belief, faith, worship and
association, subject to law and public morality; مجھے بتائیں کہ کون سا law
پاکستان میں موجود ہے، کون سی Constitution کی دستور ایسی موجود ہے کون سا Article
یا اس کے تحت law بنایا گیا ہے کہ جس کے تحت equally all citizens عدالتوں میں
equal نہیں ہے۔ social status میں equal نہیں ہے۔ اپنے fundamental rights
میں equal نہیں ہے، اپنی worship میں equal نہیں ہے۔ اپنے اعتقادات میں equal
نہیں ہے۔ کون سی ایسی بات ہے۔ Wherein adequate provision shall be made
to safeguard the legitimate interests of minorities and backward and
depressed classes; اور یہ law بنایا جائے گا کہ minorities کے حقوق کا تحفظ کیا
جائے گا۔ ان کو کسی طور پر غصب نہیں کیا جائے گا۔ یہی بات جو ہے۔ ultimately
became the substantive part of the Constitution. جس کے بعد میں اس

کو دہرایا گیا ہے۔ اسی بات کو دہرایا گیا جس کو Objectives Resolution Article 2A. کے تحت جو حصہ بنایا گیا۔ اس میں بھی انہیں الفاظ کو دہرایا گیا ہے جو میں نے ابھی کہے ہیں۔ اب میں صرف بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ جو ترمیم Constitution میں یحییٰ بختیار صاحب نے میرے محترم نے میرے فاضل دوست نے پیش کی ہے وہ میں ابھی بڑے غور سے دیکھ رہا تھا کہ Constitution کے حصے کو نکال کر کہ کون سی بات انہوں نے نئی کر دی ہے۔ ان کی اگر اس ترمیم کو منظور کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے تحت زیادہ equality آجائے گی، جس کے تحت minorities کو زیادہ حقوق مل جائیں گے، جس کے تحت ان کو سیٹیں زیادہ مل جائیں گی اور میں نے دستور میں ترمیم کو دیکھا ہے کہ ایک جو انہوں نے ترمیم پیش کی ہے۔ یہ Article 51 میں جو Muslims general seats کے لئے دو سو سات ہے اس کے اندر سے مسلم کو نکال دیا جائے۔ اس میں سے لفظ Muslim کو نکال دیا جائے یہ ان کی ترمیم کا ایک حصہ ہے کہ۔ The National Assembly shall consist of two hundred and seven جہاں لکھا ہے وہاں سے مسلم کو نکال دیا جائے the National Assembly shall consist of two hundred and seven members to be elected by direct and free vote in accordance with law. اس میں ان کا مقصد یہ ہے کہ تمام جتنے حضرات ہیں چاہے وہ minorities کے کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، قادیانی ہوں ہندو ہوں، پارسی ہوں سارے لوگ ووٹ دیں اور دو سو سات سیٹیں elect کریں۔ اس کے بعد دوسری ترمیم یہ پیش کی گئی ہے کہ 4(A) میں یہ ترمیم پیش کی گئی ہے کہ یہاں separate electorate کے تحت جو سیٹیں تقسیم ہوئی ہیں، دس سیٹیں ان دس سیٹوں کے لئے بھی اس طریقے سے وہی electorate کام کرے۔ تمام کے تمام مسلمان بھی ووٹ دیں اور تمام کے تمام دوبارہ ووٹ دیں اور ان دس سیٹوں کے

لئے second voting ہو۔ مجھے محترمہ کوئی logic بتادیجئے کہ جس کے تحت کون سے وہ نمائندے کہلائیں گے کہ جو دس ووٹ دوبارہ لیں گے، دس آدمی، ایک سو چھتیس ووٹوں والا بھی وہ بھی دوبارہ ووٹ لیں گے۔ وہ مسلمانوں کے نمائندے کہلائیں گے majority کے یا وہ minority کے نمائندے کہلائیں گے۔ یہ دس سیٹیں reserve کر کے ان کو ووٹ کا right دے کر، ان دس آدمیوں کو National Assembly میں بٹھا کر اور as compare to India. جس میں دس کروڑ آدمی بھی اپنے ذاتی نمائندے نہیں بھیج سکتے.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: تیرہ کروڑ۔

چوہدری عبدالغفور: تیرہ کروڑ۔ تیرہ کروڑ بھی دس نمائندے نہیں بھیج سکتے، یہاں چھتیس کو یا ڈیڑھ لاکھ کی total آبادی کو اس کو دس سیٹیں دی گئیں اور کہا یہ گیا ہے کہ ان کے حقوق غصب کئے جارہے ہیں اور کہا یہ جارہا ہے کہ پاکستان میں ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ کون سی logic ہے جس کے تحت ان کو separate electorate کے تحت ساری باتیں دلائی جارہی ہیں۔ اس لئے میں اس بات کی پرزور تردید کرتا ہوں اور میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ بڑے افسوس سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ پاکستان میں گویا یہاں بیٹھ کر ہم کسی minority کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں۔ ان کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ equality of rights یہ ہے کہ ان کو ووٹ کا حق دیا جائے اور ان کو ووٹ کا حق دیا گیا ہے۔ بلکہ ان کو مسلمانوں سے بڑھ کر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کا اگر ساڑھے چار لاکھ کا ہے، میں چار پانچ لاکھ سے نمائندہ منتخب ہو کر آیا ہوں اور ان کو اگر کم آبادی سے ایک membership دی گئی ہے تو rights میں مجھ سے فوقیت دی گئی ہے یا میں نے ان کے rights غصب کئے ہیں۔ یہ تو ان کو مجھ پر فوقیت دی گئی ہے کہ میں اتنے

لوگوں کے ووٹ لے کر آیا ہوں اور وہ صرف ڈیڑھ سو دو سو اور پچاس اور دس ہزار کے ووٹ لے کر آیا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ استدعا کم از کم میری سمجھ سے بالا تر ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب کی یہ بات البتہ صحیح ہے کہ delimination part پر، یہ delimination کی بات کریں۔ اس سے حقوق کا غصب کرنے کا کیا واسطہ ہے۔ اس سے کہاں سوال پیدا ہو گیا کہ جناب عالی نفرتیں بڑھ گئیں، یہ جناب اکٹھا نہیں رہ سکتے۔ اگر joint electorate ہو گیا تو یہاں امن ہی امن ہو گا۔ ہندوستان کی حالت دیکھ لیں جہاں joint electorate کی بنیاد پر مسلمانوں اور ہندوؤں میں کتنا امن ہے۔ یہاں اس سے بڑھ کر امن ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعی ایک riots بھی پاکستان میں اس میں نہیں ہوا delimitation کو میں تسلیم کرتا ہوں اور already under Prime Minister consideration of the present Government. نے خود اس بارے میں اور میں رانا صاحب کے اس حق کو تسلیم کرتا ہوں کہ Cabinet میں بیٹھ کر، اپنی پارٹی میں بیٹھ کر جو کہیں جس طرح کہیں consider کریں۔ لیکن یہ بات کہنا کہ شائد ان کو، ہم تو پہلے ہی ان کو دلیر بہت تسلیم کرتے ہیں اور بڑے جرأت مند ہیں، بات کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں اور ہم ان کے اس حق کو بہت پہلے تسلیم کر چکے ہیں جب وہ opposition میں تھے۔ اس لئے ان کو بار بار یہ بات repeat کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ان کو cabinet میں بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اپنی بات بڑے دھڑلے سے اور دبنگ طریقے سے کرتے ہیں۔ وہ بیٹھ کر جس طرح کہیں ہمیں سر آنکھوں پر لیکن شائد یہ بات کہنا کہ اس amendment سے ان کے حقوق کا تحفظ ہو جائے گا اور بہت زیادہ امن اور equallity ہو جائے گی یہ قطعی بات غلط ہے۔ اس لئے میں اس amendment کو اپوز کرتا ہوں۔

Madam Deputy Chairman: Now Mr. Yahya Bakhtiar has sought leave to introduce the Bill further to amend the Constitution

of the Islamic Republic of Pakistan (The Constitution (Amendment) Bill, 1992). Those who are in favour of granting leave may say 'Ayes' and those who are against it may say 'Noes'. The Noes have it, the Noes have it.....

Mr. Manzoor Ahmed Gichki: I challenge it.

Madam Deputy Chairman: Those in favour of granting leave may say 'Ayes' and those who are against it may say 'Noes'. The Noes have it, the Noes have it, the Noes have it and the leave is refused.

Mr. Manzoor Ahmed Gichki: I challenge it.

Madam Deputy Chairman: Those in favour of granting leave may stand up in their seats. 7. Please take your seat. And those who are against it may stand up in their seats. 14.

The leave is refused.

[The House is adjourned to meet again tomorrow at 10.00 a.m.]

[The House then adjourned to meet again at 10.00 a.m. on 29-6-1992].
